بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

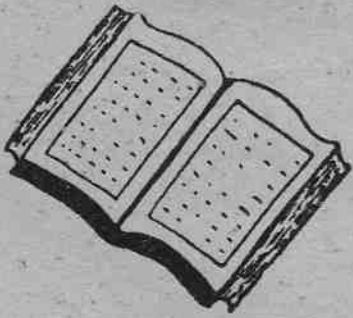

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

فروری ۱۹۶۷ء

# الفرقان

قرآنی حقائق بیان کرنے والا
تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی مجلّہ

مدیر مسئول
ابو العطاء جالندھری

# تفہیماتِ ربّانیہ

محترم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری مدیر الفرقان و سابق مبلّغ بلادِ عربیہ کی اس لاجواب تصنیف میں ان تمام اعتراضات کا تفصیلی اور تسلّی بخش جواب دیا گیا ہے جو مخالفینِ احمدیت کی طرف سے کیے جاتے ہیں۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اس کتاب کے متعلق فرمایا تھا :-

"اس کا نام میں نے ہی تفہیماتِ ربّانیہ رکھا ہے (طباعت سے پہلے) اس کا ایک حصہ میں نے پڑھا ہے جو بہت اچھا ہے۔ اس کتاب کے لئے کئی سال سے مطالبہ ہو رہا تھا کئی دوستوں نے بتایا کہ عشرہ کاملہ میں ایسا مواد ہے کہ جس کا جواب ضروری ہے۔ اب خدا کے فضل سے اسکے جواب میں اعلیٰ لٹریچر تیار ہوا ہے۔ دوستوں کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اور اسکی اشاعت کرنی چاہیئے۔" (الفضل ۱۲ر جنوری ۱۹۳۱ء)

اب اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن یکصد صفحات اور بعض قیمتی حوالہ جات کے اضافہ کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ اس انتہائی مفید کتاب کا ہر احمدی گھرانہ میں موجود ہونا ضروری ہے۔

ضخامت آٹھ سو صفحات۔ قیمت مجلّد اعلیٰ سفید کاغذ گیارہ روپے ؛ مجلّد اخباری کاغذ آٹھ روپے۔ کتابت و طباعت عمدہ ۔

مکتبہ الفرقان ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم


| جلد ۱۷<br>شمارہ ۲ | ماہنامہ **الفرقان** ربوہ<br>فروری ۱۹۶۷ء | ذوالقعدہ ۱۳۸۶ ہجری قمری<br>تبلیغ ۱۳۴۶ ہجری شمسی |
|---|---|---|


# فہرست مضامین


| | | |
|---|---|---|
| ● الوہیت مسیح کے خلاف ایک انجیلی دلیل | ایڈیٹر | صفحہ ۲ |
| ● آیت هٰؤُلَآءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ کی تفسیر | ″ | ۴ |
| ● بہاء اللہ کی الوہیت پر بہائیوں کا اعتقاد | ″ | ۶ |
| ● جناب مولوی صدر الدین صاحب کے سوال کا جواب | ″ | ۸ |
| ● عیسائی دنیا کے جدید رجحانات | جناب ڈاکٹر خلیل احمد صاحب ناصر امریکہ | ۹ |
| ● قرآن مجید کی شانِ عظیم (نظم) | سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام | ۱۳ |
| ● اقتباسات (بلا تبصرہ) | (ماخوذ) | ۱۴ |
| ● اسلام میں خدا تعالیٰ کا تصور بمقابلہ دیگر مذاہب | جناب مولانا شیخ احمد صاحب فاضل بمبئی | ۱۷ |
| ● مذہبی جماعتوں کا طرۂ امتیاز (سادہ اور غربت کی زندگی) | جناب شیخ لئیق احمد صاحب طاہر | ۲۰ |
| ● مسئلۂ صحت اور طبِّ اسلامی | جناب ڈاکٹر راجہ نذیر احمد صاحب ظفر | ۲۴ |


## قواعد و ضوابط


(۱) سالانہ چندہ پاکستان و بھارت .. .. چھ روپے
دیگر ممالک .. .. .. تیرہ شلنگ

(۲) چندہ پیشگی آنا لازمی ہے ورنہ وی پی طلب فرمائیں ——!

(۳) تاریخ اشاعت بالعموم ہر انگریزی ماہ کی دس تاریخ مقرر ہے۔

(۴) زرِ مبادلہ بنام مینیجر الفرقان ربوہ ارسال فرمائیں۔!

ایڈیٹرز

ابو العطاء جالندھری

عطاء الکریم شاہد، بی۔اے

عطاء المجیب راشد، ایم اے

# اُلوہیّتِ مسیحؑ کے خلاف ایک واضح انجیلی دلیل ـ واقعۂ صلیب

## پادری صاحبان خدارا غور کریں !!

اللہ تعالیٰ کی سُنّت کے مطابق انبیاء علیہم السلام کو مختلف ابتلاؤں میں سے گزرنا پڑتا ہے تا ان کا اعلیٰ مقام کا مخلوق کو پتہ لگے اور ان کے صدق و وفا کے بلند معیار سے دنیا آگاہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدوں کو اس لئے آفات اور بلاؤں میں مبتلا نہیں کرتا کہ وہ انہیں ہلاک کرنا چاہتا ہے بلکہ اسلئے کہ ان کا درجہ اور ان کی شان اور بھی بلند ہو۔

اناجیل سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے مخالف یہودی شروع سے آپ کے قتل کے درپے تھے حضرت مسیحؑ ان سے چھپتے رہتے تھے۔ چنانچہ ایک جگہ لکھا ہے "انہوں نے اس کے مارنے کو پتھر اٹھائے مگر یسوع چھپ کر ہیکل سے نکل گیا" (یوحنا ۸/۵۹) آخر ایک موقعہ حضرت مسیحؑ کیلئے ایسا آیا کہ وہ یہود کے نرغے میں آگئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ میں شدید ترین ابتلا میں مبتلا ہونے والا ہوں۔ یہودی اپنے خبث باطنی کے ماتحت مسیحؑ کی صلیبی موت کے لئے کوشاں تھے کیونکہ اس طرح وہ اپنے عوام کو حضرت مسیحؑ سے متنفر کرنے میں پوری طرح کامیاب ہو جاتے تھے۔ بائیبل میں لکھا تھا کہ مدعی نبوت کی صلیبی موت اس کے جھوٹا اور ملعون ہونے کی دلیل ہے۔ یہودی حضرت مسیحؑ کو صلیب پر مار کر یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ آپ (نعوذ باللہ) مفتری اور لعنتی تھے

خدا کے عاشقوں کے لئے محض موت کوئی ڈراؤنی چیز نہیں ہے لیکن علماء یہود کی مجوزہ موت عوام یہود کو خطرناک طور پر گمراہ کرنے والی تھی اسلئے حضرت مسیحؑ سخت بے چین و مضطرب تھے آپ نے اس موت سے بچنے کے لئے نہایت عاجزانہ دعائیں کیں۔ لکھا ہے :-

(۱) "پھر وہ سخت پریشانی میں مبتلا ہو کر اور بھی دلسوزی سے دعا مانگنے لگا اور اس کا پسینہ گویا خون کی بڑی بڑی بوندیں ہو کر زمین پر ٹپکتا تھا۔" (لوقا ۲۲/۴۴)

(۲) "اور پطرس اور یعقوب اور یوحنا کو اپنے ساتھ لیکر نہایت حیران اور بے قرار ہونے لگا اور ان سے کہا میری جان نہایت غمگین ہے یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ تم یہاں ٹھہرو اور جاگتے رہو۔ اور وہ تھوڑا آگے بڑھا اور زمین پر گر کے دعا مانگنے لگا کہ اگر ہو سکے تو یہ گھڑی مجھ سے ٹل جائے۔" (مرقس ۱۴/۳۳-۳۵)

(۳) "اور پطرس اور زبدی کے دونوں بیٹوں کو ساتھ لیکر غمگین اور بے قرار ہونے لگا۔ اس وقت اس نے ان سے کہا میری جان نہایت غمگین ہے یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ تم یہاں ٹھہرو اور میرے ساتھ جاگتے رہو۔ پھر تھوڑا آگے بڑھا اور

مُنہ کے بل گر کر یہ دعا مانگی۔ اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے تاہم جیسا میں چاہتا ہوں ویسا نہیں بلکہ جیسا تو چاہتا ہے ویسا ہی ہو"

(متی $\frac{26}{39\text{-}37}$)

(۴) "اس نے اپنی بشریت کے دنوں میں زور زور سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اسی سے دعائیں اور التجائیں کیں جو اس کو موت سے بچا سکتا تھا۔ اور خدا ترسی کے سبب اس کی سُنی گئی"

(عبرانیوں $\frac{5}{7}$)

ان حوالہ جات سے حضرت مسیحؑ کی عاجزی اور بے بسی بھی ظاہر ہے۔ پھر حضرت مسیحؑ کا اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق سے دعائیں کرنا بھی نمایاں ہے۔ پھر یہ بھی مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیحؑ کی دُعا جو موت سے بچنے کے لئے تھی اُن کی خدا ترسی کے سبب سے سُن لی۔ گویا حضرت مسیح صلیبی موت سے بچائے گئے۔

یہ واقعات مجموعی طور پر حضرت مسیحؑ کی الوہیت کی تردید میں ایک ایسی واضح دلیل ہیں جس کا کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ اگر حضرت مسیحؑ خود خدا تھے تو وہ قادرِ مطلق خدا اپنے بچائے جانے کے بارے میں دعائیں کیوں کرتے تھے؟ یہ دعائیں اور یہ سارے واقعات حضرت مسیحؑ کی الوہیت کے خیال کی مُنہ بولتی تردید ہیں۔

اِن بیانات سے یہ بھی ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیحؑ کی دُعا کو سُن کر ان کو موت سے بچا لیا تھا۔ پس صلیبی موت کا عقیدہ سراسر بے بنیاد اور بے حقیقت ہے اس لئے عیسائیوں کا عقیدۂ کفارہ بھی محض بے ثبوت خیال ہے۔

یہود نے اپنے خبث کے باعث شور مچا دیا کہ ہم نے مسیح کو جو مدعیٔ رسالت تھا صلیب پر مار دیا ہے لہٰذا وہ لعنتی اور جھوٹا ہے۔ عیسائی اس وقت نہایت ضعف کی حالت میں تھے وہ دب گئے۔ کچھ واقفانِ اسرار نے خاموشی میں مصلحت سمجھی۔ ایک ہوشیار یہودی عالم نے موقعہ کو غنیمت جانتے ہوئے ایک خواب بنا کر عیسائیت کا جامہ اوڑھ لیا اور عیسائیوں کو صلیبی موت ماننے پر تیار کر کے کفارہ کے عقیدہ کا شگوفہ چھوڑ دیا اور انہیں عجیب مخمصے میں مبتلا کر دیا۔

خلاصہ یہ ہے کہ واقعۂ صلیب حضرت مسیحؑ کی الوہیت کی نہایت کُھلی اور واضح تردید ہے۔ صلیبی موت سے بچ کر بھی وہ ایک عاجز بندہ اور مقدس نبی ثابت ہوتے ہیں خدا ہرگز ثابت نہیں ہو سکتے۔ اور اگر بفرضِ محال عیسائیوں کا خیال صحیح ہو تب بھی قابلِ غور ہے کہ اتنی عاجزانہ دعاؤں کے باوجود جو شخص صلیب پر مارا گیا اسے خدا قرار دینا کہاں کی عقل ہے؟ خدا تو الحیُّ القیومُ ہے وہ موت اور فنا سے پاک ہے۔ جو وجود مر جاتا ہے وہ کبھی خدا نہیں ہو سکتا۔

پادری صاحبان سے درخواست ہے کہ وہ خدارا غور فرمائیں کہ ان حالات میں ان کا حضرت مسیحؑ کو خدا ٹھہرانا کیونکر درست ہو سکتا ہے؟ وما علینا اِلّا البلاغ المبین +

**اعلان** عیسائیوں کے سوالات کے جواب کے لئے ادارہ **الفرقان** کو لکھئے!

حصّۂ تفسیر

# هٰؤُلَآءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ

**سوال۔ آیت هٰؤُلَآءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ کا کیا مطلب ہے؟**

**الجواب۔** یہ آیت قرآن کریم میں دو جگہ حضرت لوط علیہ السلام کے قول کے طور پر منقول ہے۔

(۱) وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّـاٰتِ قَالَ يٰقَوْمِ هٰؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ○ ترجمہ۔ اس کی قوم کے لوگ اس کے پاس دوڑتے ہوئے آئے پیشتر ازیں بھی وہ لوگ بدکاریوں کے مرتکب ہوتے تھے۔ حضرت لوطؑ نے کہا اے میری قوم! میری یہ بیٹیاں تمہارے لئے زیادہ پاک ہیں تم اللہ سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں کے سامنے یا ان کے بارے میں رسوا نہ کرو کیا تم میں کوئی دانا اور سمجھدار آدمی نہیں (سورۂ ہود ع۷)

(۲) وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ○ قَالَ اِنَّ هٰؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ○ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ○ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ○ قَالَ هٰؤُلَآءِ بَنَاتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ○ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ○ ترجمہ۔ شہر کے لوگ خوش خوش آئے۔ لوط علیہ السلام نے انہیں فرمایا کہ یہ میرے مہمان ہیں تم مجھے رسوا نہ کرو۔ اللہ سے ڈرو مجھے ذلیل مت کرو۔ انہوں نے کہا کہ کیا ہم نے آپ کو لوگوں کے بارے میں روکا نہ تھا۔ تب حضرت لوطؑ نے فرمایا کہ یہ میری بیٹیاں ہیں اگر تم کرنے والے ہو۔ تیری عمر کی قسم وہ اس وقت اپنے نشہ میں بہک رہے تھے۔ (سورۃ الحجر ع۶۸-۷۲)

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت لوطؑ جس قوم کی اصلاح کے لئے مامور ہوئے تھے وہ ایک خاص بدی میں مبتلا تھی۔ حضرت لوطؑ مقدور بھر ان کی اصلاح میں کوشاں رہے انہوں نے بار بار اور ہر رنگ میں ان بدکار لوگوں کو سمجھایا اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ○ (الشعراء ۱۶۵-۱۶۶) کہ تم یہ کیا کرتے ہو کہ اپنی **بیویوں** کو جو تمہارے رب نے تمہارے لئے پیدا کی ہیں چھوڑ کر لڑکوں سے بدی کا ارتکاب کرتے ہو، تم لوگ حد سے تجاوز کر رہے ہو؟ حضرت لوط علیہ السلام کے وعظ سے یہ لوگ اور برافروختہ ہو گئے اور انہیں ہر طرح تنگ کرنے لگے۔

جب اس قوم پر عذاب کا مقدر وقت آ گیا تب حضرت لوطؑ تک اس خبر کے پہنچانے اور انہیں وہاں سے ہجرت کر جانے کی ہدایت دینے کے لئے فرشتے یا فرشتہ سیرت

ابرار ان کے پاس پہنچے تو شہر کے خبیث لوگ انہیں بھی تنگ کرنے کے لئے آگئے۔ حضرت لوطؑ نے اس وقت بھی ان کو وہی بات سمجھانے کی کوشش کی جو وہ ساری عمر سمجھاتے رہے تھے۔ انہوں نے ان لوگوں کو تقویٰ اور خدا ترسی سے کام لینے کی ہدایت کی اور ساتھ ہی بتایا کہ تمہاری بیویاں موجود ہیں تعلقاتِ زوجیت کیلئے اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا کیا ہے۔ گویا حضرت لوطؑ نے اپنے جملہ هٰؤُلَآءِ بَنَاتِي هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ میں اپنے پہلے وعظ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ کا ہی اعادہ فرمایا ہے۔ وہ قوم کے بزرگ تھے۔ قوم کی عورتیں انکے لئے **بمنزلہ بیٹیوں** کے تھیں۔ انہوں نے اپنے مقامِ شفقت کے لحاظ سے درد بھرے انداز میں ان لوگوں کو نصیحت کی اور ان لوگوں کی بیویوں کو اپنی بیٹیاں قرار دیا۔ بَنَاتِي (میری بیٹیاں) کی اضافت اس صورت میں مجازی اضافت ہے۔ امام ابن حیان لکھتے ہیں:-

"(هٰؤُلَاءِ بَنَاتِي) الأحسن ان تكون الاضافة مجازية اى بنات قومي... اذ النبي ينزل منزلة الاب لقومه۔"

کہ بہتر یہی ہے کہ هٰؤُلَاءِ بَنَاتِي کی اضافت مجازی قرار دی جائے یعنی قوم کی بیٹیاں مراد لی جائیں کیونکہ نبی اپنی قوم کیلئے بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے (البحر المحیط جلد ۵ صفحہ ۲۴۶)

اہلِ عرب میں بلکہ ساری قوموں میں بزرگ اور عمر رسیدہ لوگ نوجوان مردوں عورتوں کو بیٹے اور بیٹیاں ہی کہتے ہیں۔ اسی بنا پر حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الادب المفرد میں ایک باب "قول الرجل للصغير يا بُنَيَّ" کے عنوان سے قائم فرمایا ہے۔

آیت هٰؤُلَاءِ بَنَاتِي کا یہ مفہوم نہایت واضح اور آیات کے سیاق و سباق کے عین مطابق ہے۔ بائیبل کے محرّف بیانات میں جو بھیانک صورت پیش کی گئی تھی کہ حضرت لوطؑ نے کہا کہ "میری دو بیٹیاں ہیں جو مرد سے واقف نہیں مرضی ہو تو میں انکو تمہارے پاس لے آؤں اور جو تم کو بھلا معلوم ہو ان سے کرو" (پیدائش ۱۹/۸)۔ بعض لوگوں نے قرآن پاک کے مطہر بیان کو اسکے تابع کرنا چاہا ہے جو سراسر غلط طریق ہے۔ یہ بائیبلی بیان نہایت غیر معقول ہے نبی کا تو بہت بلند مقام ہوتا ہے یہ بات تو عام مومن بلکہ غیرتمند کافر بھی نہیں کہہ سکتا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے آیت قرآنی هٰؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ کی تفسیر کرتے ہوئے مذکورہ بالا معنوں کے بارے میں تحریر فرمایا ہے:-

"یہ مراد بھی ہو سکتی ہے کہ حضرت لوطؑ بیٹیاں ان لوگوں کی بیویوں کو کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ میری بیٹیاں یعنی تمہاری بیویاں جو تمہارے گھروں میں موجود ہیں ان سے تعلق تمہارے لئے بہت پاکیزہ ہے انہیں چھوڑ کر تم کن بدکاریوں میں مبتلا ہو رہے ہو۔ گویا حضرت لوطؑ چونکہ معمر ہو چکے تھے عام محاورہ کے مطابق ان لوگوں کی بیویوں کو اپنی بیٹیاں قرار دیتے ہیں" (تفسیر کبیر جلد ۳ سورۂ ہود آیت ۷۹)

پس اگرچہ آیت هٰؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ کے دوسرے مناسب معنے بھی بیان کئے گئے ہیں قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں ہمارے ذکر کردہ معنے نہایت واضح اور موزون ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب ☆

# بہاء اللہ کی الوہیت پر بہائیوں کا اعتقاد

بہائیوں کا رسالہ بہائی میگزین لوگوں کو بہائی بننے کی دعوت دیتا ہے مگر بہاء اللہ کی شریعت جسے ناسخ قرآن مجید قرار دیا جاتا ہے، کو چھپا رہا ہے۔ علاوہ ازیں بہاء اللہ کے اصل دعویٰ کو بھی لوگوں کے سامنے رکھنے سے گریز کرتا ہے۔ بہائی لوگ درحقیقت بہاء اللہ کو الوہیت کے مقام پر مانتے ہیں۔

ہم مقدور بھر تحقیق کے بعد علیٰ وجہ البصیرت اس پر قائم ہیں کہ جناب بہاء اللہ نے اسی طرح خدائی کا دعویٰ کیا ہے جس طرح عیسائی صاحبان حضرت مسیح کی طرف دعویٔ الوہیت منسوب کرتے ہیں۔ بہائی لوگ بہاء اللہ کو اسی طرح مقام الوہیت پر مانتے ہیں جس طرح عیسائی لوگ حضرت مسیح کو مقام الوہیت پر مانتے ہیں۔ اس میں سرِ مو فرق نہیں۔ کسی بہائی کو آج تک ہمارے اس بیان کو رد کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

یہ بات بہائیوں کے مسلمات میں داخل ہے کہ نبوت و رسالت کا دور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک تھا۔ آپ کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آئیگا۔ اسی بنا پر وہ لوگ بہاء اللہ کو نبی یا رسول نہیں کہتے بلکہ مستقل خدائی ظہور مانتے ہیں۔ یہ الفاظ ہمارے نہیں بلکہ خود مولوی محفوظ الحق صاحب علمی ایڈیٹر بہائی میگزین کے ہیں انہوں نے ۱۹۲۸ء میں خود لکھا کہ:-

"اہلِ بہاء دورِ نبوت کو ختم جانتے ہیں۔
اُمتِ محمدیہ میں بھی نبوت کو جاری نہیں سمجھتے۔
ہاں خدا کی قدرت کو ختم نہیں جانتے اس لئے
خدا کی قدرت کے نئے ظہور کو تسلیم کرتے ہیں
جو نبوت سے آگے ایک نئی شان رکھتا
ہے اور یہ دورِ نبوت کے ختم ہونے کا کھلا
اعلان ہے اسی لئے اہلِ بہاء نے کبھی نہیں کہا
کہ نبوت ختم نہیں ہوئی اور موعودِ کل ادیان
نبی یا رسول ہے بلکہ اس کا ظہور مستقل خدائی
ظہور ہے۔" (کوکب ہند دہلی ۲۴ جون ۱۹۲۸ء)

اتنے واضح الفاظ کے بعد بھی اگر بہائی صاحبان کہیں کہ وہ بہاء اللہ کو مقام الوہیت پر نہیں مانتے تو اسے سچائی پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ ہم نے بہائیوں سے بارہا مطالبہ کیا ہے کہ وہ ما بہ الامتیاز بتلائیں جو عیسائیوں کے عقیدہ دربارہ مقام مسیح اور بہائیوں کے عقیدہ دربارہ مقام بہاء اللہ میں ہے؟ مگر آج تک کسی بہائی نے اس کا جواب نہیں دیا۔ کیا کوئی ہے جو ایمانداری سے اس کا واضح جواب دے سکے؟

ہم نے الفرقان (نومبر ۱۹۶۶ء) میں ایک واضح مقالہ زیر عنوان "بہاء اللہ کا دعویٰ الوہیت" شائع کیا ہے۔ بہائی رسالہ اس کے جواب میں خاموش ہے البتہ فروری ۱۹۶۷ء کے بہائی میگزین میں ہمارے ٹریکٹ (موجودہ مسیحیت کا تعارف) کا ایک اقتباس جس میں "حضرت مسیح کی توحید کی واضح تعلیم" کا ذکر ہے درج کرتے ہوئے فاضل مدیر رسالہ نے لکھا ہے کہ:-

"حضرت مسیح کی تعلیمِ توحید مسلّم ہے اسی نقطۂ نگاہ سے اہلِ بہاء مسیحیت کے اصول اور حضرت بہاء اللہ کے اصول کو ایک مانتے ہیں۔ حضرت

عیسےٰ ایک وسیلہ تھے حضرت بہاء اللہ بھی لقاء الٰہی کا وسیلہ ہے۔ خدا کے انسانی شکل میں منصۂ شہود پر ظاہر ہونے سے یہی وسیلۂ مظہریت مراد ہے نیز کہ خود حضرت بہاء اللہ خدا ہیں" (صفحہ ۲۴)

جواباً گزارش ہے کہ حضرت مسیح کی تعلیم توحید تو مسلّم ہے مگر آج کی مسیحیت کی تعلیم توحید تو مسلّم نہیں آج کی مسیحیت تو حضرت مسیح کو ابن اللہ مانتی ہے اور مسیح کی الوہیت پر ایمان لاتی ہے جناب عبد البہاء نے جب عیسائیوں سے کہا تھا کہ "مسیحیت کے اصول اور حضرت بہاء اللہ کے احکام ایک سے ہیں اور ان کے طریقے بھی ایک سے ہیں" تو ان کی مراد حضرت مسیح کی توحید نہ تھی بلکہ موجودہ مسیحیت کا عقیدہ الوہیت مسیح مراد تھا جس میں بہائیت اور مسیحیت کا مسلک ایک ہے۔ خود بہاء اللہ کا اپنا قول یوں ہے کہ:۔

"رب الافواج ابدی باپ دنیا کے بچانے اور بچانے والے کی آمد جو تمام انبیاء کے بیانات کے مطابق آخری ایام میں واقع ہونیوالی ہے اس سے سوائے اس کے اور کچھ مراد نہیں کہ خدا انسانی شکل میں منصۂ شہود پر ظاہر ہوگا جس طرح اس نے اپنے آپ کو یسوع ناصری کی ہیکل (جسم) کے ذریعہ ظاہر کیا تھا اب وہ اس مکمل تر اور روشن تر ظہور کے ساتھ آیا ہے جس کے لئے یسوع اور تمام پہلے انبیاء لوگوں کے قلوب کو تیار کرتے آئے تھے۔" (بہاء اللہ اور عصر جدید اُردو طبع دوم صفحہ ۲۸۰-۲۸۱)

اس پورے اقتباس کو پڑھ کر قارئین کرام فوراً فیصلہ کر سکتے ہیں کہ بہائی لوگ اسی طرح بہاء اللہ کو خدا مانتے ہیں جس طرح عیسائی لوگ حضرت عیسےٰ کو خدا مانتے ہیں مسیحیت اور بہائیت کا ہیکل انسانی میں خدا کے ظہور کے لحاظ سے ایک ہی عقیدہ ہے۔ اسی جگہ لکھا ہے کہ:۔

"حضرت عیسےٰ ایک وسیلہ تھے اور عیسائیوں نے آپ کے ظہور کو خدا کی آمد یقین کرنے میں بالکل صحیح رویّہ اختیار کیا۔"

اب فرمائیے کہ لفظ "وسیلہ" کے نیچے بہاء اللہ کا دعویٰ الوہیت کیونکر چھپ سکتا ہے؟ جب بہائیت عیسائیوں کے عقیدہ درباره الوہیت مسیح کو "بالکل صحیح رویّہ" مانتی ہے اور اسی طرح کے مقام الوہیت پر بہاء اللہ کو مانتی ہے تو کونسا احمق ہے جو بہائیوں کے مغالطہ میں آجائے گا؟ قرآن مجید میں عیسائیوں کے اس عقیدہ کو کفر قرار دیا گیا ہے مگر بہائی کہتے ہیں کہ عیسائیوں کا عقیدہ "بالکل صحیح" ہے ع

ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

یاد رکھئے کہ ہم ہرگز یہ نہیں کہتے کہ بہاء اللہ نے اپنی انسانیت سے انکار کیا ہے یا بہائی اسے انسان نہیں کہتے بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ جس طرح عیسائی مسیح کی انسانیت اور الوہیت کے قائل ہیں اسی طرح بہائی بہاء اللہ کی انسانیت اور الوہیت کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ ان کا عقیدہ بہاء اللہ کے متعلق یوں ہے کہ:۔

"آپ کی زندگی اور تعلیمات میں بشری اور الٰہی عناصر کے درمیان کوئی صاف خط نہیں کھینچا جا سکتا۔"

ہم چاہتے ہیں کہ بہائی لوگ اس بارے میں صاف طور پر فیصلہ کرنے کے لئے آمادہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ خود سامان پیدا فرمائے۔ آمین +

# جناب مولوی صدرالدین صاحب کے سوال کا جواب

محترم چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے سالانہ جلسہ کی تقریر میں فرمایا کہ :-

"تاریخ اسلام اس امر کی بولتی ہوئی دلیل ہے کہ مسلمان ہمیشہ اسی دور میں ترقی اور خوشحالی سے ہمکنار ہوئے جس دور میں ان پر کسی طاقتور خلیفہ یا امیر کی حکومت تھی۔" (نوائے وقت ۳۰ جنوری ۱۹۶۷ء)

اس **حقیقت** کا تو مولوی صدرالدین صاحب "امیر" غیر مبائعین انکار نہ کر سکے لیکن اپنے خلاصہ میں اخبار نے جو یہ شائع کیا کہ چودھری صاحب **موصوف** نے مسلمانوں کو تلقین کی تھی کہ وہ ایک خلیفہ یا امیر کے زیر قیادت مجتمع ہو جائیں اس پر "امیر" غیر مبائعین نے بطور **امیدوار** اپنے نام کے ساتھ "امیر جماعت احمدیہ لاہور" لکھ کر جناب چودھری صاحب سے ایک "**سوال**" اخبار کے بہرۂ مکاتیب میں شائع کرا دیا۔ انکا سوال یہ ہے کہ چودھری صاحب جس خلیفہ یا امیر کو اُمت کے اتحاد کا ذریعہ بنانا چاہتے ہیں کیا وہ خلفاء راشدین کے طریق پر اپنے آپ کو عوام کے سامنے جوابدہ سمجھے گا؟" اس "سوال" سے مطلب سعدی صرف یہ ہے کہ سارے مسلمان مجھ صدرالدین کی طرف متوجہ ہوں میں اپنے آپکو عوام کے سامنے جوابدہ سمجھنے کا اقرار کرونگا۔ جناب امیر غیر مبائعین پر واضح رہے کہ ان کا یہ مقصد تو کبھی پورا نہ ہوگا۔ ہاں یاد رہے کہ خلفاء راشدین نے از راہِ **تواضع و فروتنی** لَسْتُ بِخَیْرِکُمْ بھی فرمایا اور اِنْ زَغْتُ فَقَوِّمُوْنِیْ بھی فرمایا ہے مگر سمجھدار مومن ہمیشہ انہیں اُمت کے بہترین فرد مانتے رہے ہیں اور انہوں نے ان کی اطاعت سے کبھی سرِ مُو انحراف نہیں کیا۔ دلی محبت اور والہانہ انداز میں ان کی ہر بات کی تعمیل کرتے رہے ہیں۔ جناب مولوی صاحب! خلفاء راشدین عوام کے سامنے نہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہوتے ہیں۔ اللہ اور رسول نے عوام کو خلفاء کی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم تو بار بار دیا ہے مگر قرآن و حدیث میں یہ کہیں نہیں آیا کہ خلفاء عوام کی اطاعت کیا کریں یا ان کے سامنے جوابدہی کیا کریں۔ اگر خلفاء کا یہ مقام ہوتا تو حضرت ابوبکرؓ سب کے مشورہ کے خلاف اپنی رائے کے مطابق لشکرِ اسامہؓ کو روانہ نہ فرما دیتے۔ اگر خلفاء عوام کے سامنے جوابدہ ہوتے تو حضرت عثمانؓ باغیوں کے مطالبہ عزل پر سرِ تسلیم خم کر دیتے مگر ایسا نہیں ہوا۔ پس خلفاء راشدین کو "عوام کے سامنے جوابدہ" سمجھنے کا نظریہ ہرگز اسلامی نظریہ نہیں اس قسم کی "خلافت" غیر مبائعین کو ہی مبارک ہو۔ جناب مولوی محمد علی صاحب مرحوم نے ۱۹۱۴ء میں اس مغربی نظریہ کے ماتحت خلافت احمدیہ سے روگردانی کی تھی مگر تیئس ۲۳ سال کے عملی تجربہ کے بعد انہوں نے خطبہ جمعہ میں اعلان کر دیا کہ :-

(الف) "کوئی جہاد نظام کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ یہ ہے ہی ناممکن۔ اسلئے ہمارا سب سے پہلا فرض ہے کہ نظام قائم کریں اور وہ وہی اصول ہے جس پر نبی کریم صلعم نے نظام کو قائم کیا۔ پھر کہتا ہوں کہ نظام کی **بنیاد** ایک ہی بات پر ہے کہ اسمعوا واطیعوا **سنو اور اطاعت کرو**۔ جب تک یہ روح نہ پیدا ہو جائے جب تک تمام افرادِ جماعت **ایک آواز** پر حرکت میں نہ آجائیں جب تک تمام **اطاعت** کی ایک سطح پر نہ آجائیں ترقی محال ہے۔"

(ب) "آپ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ یہ ہے وہ بنیادی اصول جو آپؐ نے اتحادِ ملی کے لئے قائم کیا اور جو نظام کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ غور کر کے دیکھ لیجئے اس کے بغیر کوئی نظام رہ سکتا ہی نہیں۔ **یہی اصول تھا جس نے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور عثمانؓ کے زمانہ میں مسلمانوں پر فتوحات کے دروازوں کو کھول دیا تھا۔**"

(اخبار پیغام صلح ۲۷ فروری ۱۹۳۷ء صفحہ ۶)

اب مولوی صدرالدین صاحب کیا فرماتے ہیں؟ +

# عیسائی دنیا کے جدید رجحانات

## یونائیٹڈ پریسبائیٹیرین چرچ کا نیا مجوزہ دستور!

(محترم جناب ڈاکٹر خلیل احمد صاحب ناصر — پروفیسر آف ہسٹری اینڈ پولیٹیکل سائنس - لانگ آئی لینڈ یونیورسٹی)

کتاب مقدس الہامی ہے یا بعض روحانی علماء کے اپنے خیالات و تصورات کی ترجمان ہے یہ ایک سوال ہے جو چرچ کی تاریخ میں مسلسل موضوع بحث رہا ہے۔ چونکہ بائیبل کے صحائف مختلف زمانوں میں ایسے مصنفین نے لکھے جن میں سے بعض کی شخصیت ابتک صحیح طور پر متعین نہیں ہو سکی اور چونکہ نئے اور پرانے عہدناموں کے موجودہ مجموعے بعض افراد کے ذوقی انتخاب کا نتیجہ ہیں۔ اسلئے کتاب مقدس کے الہامی ہونے پر عیسائی دنیا میں کبھی بھی اتفاق نہیں ہو سکا۔ بنا بریں علماء مسیحیت میں اس امر پر بھی اختلاف رہا ہے کہ بائیبل کلیتہً واجب الایمان اور قابل تعمیل ہے یا جزواً۔

(۲)

یونائیٹڈ پریس بائیٹیرین چرچ (United Presbyterian Church) عالم عیسائیت کے زیادہ مشہور اور با اثر فرقوں میں سے ہے۔ سولھویں صدی کے دوران میں جب پروٹسٹنٹ تحریک برطانیہ میں پھیلنی شروع ہوئی تو اس کی جو شاخ سکاٹ لینڈ میں زیادہ مقبول ہوئی وہ پریس بائی ٹیرین کہلائی۔ چرچ آف انگلینڈ کے برخلاف یہ فرقہ مشہور پروٹسٹنٹ لیڈر جان کالون (John Calvin) کے خیالات کا ترجمان تھا۔ اس کے معتقدین کا امتیازی عقیدہ یہ تھا کہ چرچ کے پادری ممبران کی آراء کے ساتھ منتخب ہونے چاہئیں اور اس کی مرکزی اتھارٹی پوپ یا آرچ بشپ کی بجائے ایک کمیٹی کے ہاتھوں میں ہونی چاہیئے جس کے اراکین چرچ کے پادریوں اور عام ممبران دونوں پر مشتمل ہوں۔ اس کمیٹی کو روایتی بنیادوں پر پریس بائی ٹری کہا جاتا ہے۔

سکاٹ لینڈ سے یہ فرقہ انگلینڈ، ویلز، کینیڈا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور ممالک متحدہ امریکہ کے علاوہ دنیا کے اور کئی ممالک میں پھیل گیا۔ آج اس کے پیرو کئی ملین کی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ ایشیا اور افریقہ کے بعض ممالک جن میں پاکستان اور ہندوستان بھی شامل ہیں میں ان کے تبلیغی مشن اور تعلیمی مراکز بھی قائم ہیں۔ مثلاً سیالکوٹ کا مرے کالج جس میں راقم الحروف نے تعلیم پائی اسی فرقہ کا قائم کردہ ہے۔

سولھویں صدی کے دوران میں اس امر کی ضرورت تھی کہ چرچ کو منظم طور پر چلانے کے لئے نہ صرف اس کا دستورِ اساسی مدوّن کیا جائے بلکہ اس کے عقائد کو واضح اور متعین الفاظ میں مرتب کیا جائے تاکہ وہ سب ممبران کی راہنمائی کر سکے۔ چنانچہ اس غرض کے لئے جو مسودہ باتفاق رائے تسلیم کیا گیا اسے **ویسٹ منسٹر کنفیشن** (Westminster Confession) کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس دستور میں بائیبل کے متعلق مندرجہ ذیل الفاظ میں چرچ کے عقیدہ کو بیان کیا گیا :-

> "کتاب مقدس کی اتھارٹی جس کی بنا پر اس پر ایمان لانا اور اس کی اتباع کرنا لازمی ہے وہ نہ کسی ایک شخص کی شہادت پر مبنی ہے نہ چرچ کی تصدیق پر بلکہ کلیۃً خدا تعالیٰ پر جو ذاتِ برحق ہے اور کتاب مقدس کا مصنف۔ اس لئے اس کتاب کو اس وجہ سے تسلیم کرنا چاہیئے کہ یہ خدا کا کلام ہے۔"

قریباً پانچ سو سال تک **پریس بائی ٹیرین** چرچ کے معتقدین کے لئے یہ دستورِ اساسی جس میں بائیبل کو الہامی کلام کہا گیا تھا جزو ایمان رہا۔ لیکن آخر کار بیسویں صدی کی سائنٹفک تنقید کے سامنے نہ ٹھہر سکا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گزشتہ سے پیوستہ اس بات پر مجبور ہو گئے کہ وہ مرکزی طور پر اس عقیدہ پر نظر ثانی کریں۔ چنانچہ یونائیٹڈ چرچ کی جنرل اسمبلی کے اجلاسوں میں کئی برس کے غور و خوض کے بعد گزشتہ سال ایک تازہ مسودہ تیار کیا گیا جس کو "۱۹۶۷ء کی کنفیشن" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اگر اس مسودہ کی پریس بائی ٹیری کی دو تہائی کمیٹیوں نے توثیق کر دی تو پھر مئی ۱۹۶۷ء میں منعقد ہونے والی جنرل اسمبلی میں پاس ہو کر تمام ممبران کے لئے دستورِ اساسی کے طور پر قابلِ تعمیل قرار پا جائے گا۔ اس نئے مسودہ کے ذریعہ سے سولھویں صدی میں جاری کردہ **ویسٹ منسٹر کنفیشن** میں اس قدر بنیادی تبدیلی تجویز کی گئی ہے کہ بعض ممتاز ممبران کی رائے میں چرچ کی ساری تاریخ میں ایسے "انقلابی" تغیر کی مثال نہیں ملتی۔

(۳)

نئے "۱۹۶۷ء کی کنفیشن" کی تبدیلیوں کی روشنی میں بائیبل پر عقیدے میں بنیادی اور انقلابی ترمیم کر دی جائے گی۔ اور مئی ۱۹۶۷ء کے بعد **پریس بائی ٹیرین** چرچ کے لئے اس کی پوزیشن خدا تعالیٰ کے الہامی کلام کی نہ رہے گی۔ نئے مسودہ کی رُو سے :-

> "اگرچہ صحائفِ مقدسہ رُوح القدس کی راہنمائی میں تفویض ہوئے لیکن پھر بھی وہ انسانوں کا کلام ہیں۔ ایسے انسانوں کا کلام جو محاوراتِ زبان، اظہارِ خیال کی مختلف اشکال اور اپنے زمانہ اور مقام جس میں وہ صحائف لکھے گئے کے ادبی اسلوب سے متاثر

تھے۔ ایسے انسان جو زندگی، تاریخ اور جو کائنات کے متعلق اُن نظریات کا انعکاس کرتے ہیں جو اُس زمانہ میں مروّج تھے۔ اسلئے چرچ کا فرض ہے کہ وہ اس تاریخی اور ادبی تفہیم کے ساتھ ہی ان کی طرف توجہ کرے۔"

سولھویں صدی کی **ویسٹ منسٹر** کنفیشن اور ۱۹۶۷ء کی مجوزہ کنفیشن میں فرق بالکل مبرہن اور بیّن ہے۔ سابقہ دستور بائبیل کو نہ صرف کلیۃً خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل شدہ بلکہ کسی انسان یا چرچ کی دستبرد سے پاک قرار دیتا ہے۔ نیا مسوّدہ اس کو ایسے انسانوں کی تصنیف قرار دیتا ہے جو اپنے زمانہ کے رسم و رواج اور خیالات سے بہر حال متاثر تھے۔ ظاہر ہے کہ ایسی تصنیف کی اتھارٹی مشکوک اور کمزور ہو کر رہ جائیگی اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ **پریس بائی ٹیرائین** عیسائی اس فیصلہ میں چرچ کی طرف سے بالکل آزاد ہوں گے کہ بائبیل کے کسی حصّہ کو چاہیں تو تسلیم کریں اور چاہیں تو ردّ کر دیں کیونکہ عین ممکن ہے کہ بائبیل کے کسی ایک حصّہ کو ایک ممبر "رواج زمانہ سے متاثر" قرار دیدے دوسرے حصّے کو کوئی دوسرا ممبر۔ بہر صورت حالات اس قدر انقلاب انگیز ہے کہ چرچ کے بعض ممتاز اور با اثر ممبران طبعی طور پر نہایت پریشان اور فکر مند ہوگئے ہیں چنانچہ بعض ایسے اراکین نے ایک تنظیم پریس بائی ٹیرائین لے کمیٹی (Presbyterian Lay Committee) کے نام سے قائم کی ہے جو نئے مسوّدہ کی توثیق کو روکنے کے لئے ہر ممکن جدوجہد کرے گی۔ ہزار دس ہزار ڈالروں کے خرچ سے اس کمیٹی نے وسیع پیمانے پر اس مقصد کیلئے پروپیگنڈا شروع کر دیا ہے۔ ۲۷ر دسمبر ۱۹۶۶ء کے **نیویارک ٹائمز** میں کمیٹی کی طرف سے ایک صفحہ بھر کا اشتہار مجوزہ مسوّدہ کے خلاف شائع ہوا ہے جس میں اراکین کمیٹی چرچ کے معتقدین کو اپیل کرتے ہوئے سوال کرتے ہیں:-

"کیا آپ اس بات کے لئے تیار ہیں کہ بائبیل پر خدا کا سچا اور بے خطا کلام ہونے کے عقیدے کو رد کر دیں؟ کیا صحائف مقدسہ الہامی راہ نما ہیں یا انسانی غیر معتبر مسوّدات؟"

**پریس بائی ٹیرائین لے کمیٹی** کے اراکین کی پریشانی طبعی ہے۔ ایک طرف ان کو یہ نظر آتا ہے کہ بائبیل میں کم و بیش تین ہزار مقامات ایسے ہیں جہاں پر انبیائے اسرائیل کے حوالے سے مزعومہ "خدا کا کلام" پیش کیا گیا ہے اور پھر نئے عہد نامے کے مطابق حضرت مسیحؑ نے متواتر اور بار بار ان انبیاء کے الہامات کو نہ صرف برحق تسلیم کیا بلکہ اپنے زمانہ کے لوگوں کو ان کی طرف توجہ دلائی۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا حضرت مسیحؑ بھی ان تمام ملفوظات کو خدا تعالیٰ کا سچا کلام سمجھنے میں غلطی پر تھے یا نہیں؟"

(۴)

## پریس بائی ٹیرائین لے کمیٹی کے "دلائل"

یہ امر تو بدیہی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ بائبیل کے متعلق

مجوزہ تبدیلی کے نتیجہ میں چرچ کو اپنے تمام بنیادی عقائد بشمولیت عقیدۂ الوہیت مسیحؑ پر نظر ثانی کرنی پڑے گی۔ اور واقعتہً بھی اس نئے دستور کے مسودہ میں بعض امور کے متعلق ابھی سے چرچ کے نظریات میں تبدیلی کی جا رہی ہے۔ مثلاً روایتاً چرچ کے ارباب حل وعقد کے لئے کبھی بھی یہ مناسب نہیں جانا گیا کہ وہ دینی امور کے علاوہ دوسرے معاملات میں جو معاشی اور سیاسی زندگی سے متعلق ہوں اپنے نظریات کا اظہار کر کے دخل اندازی کریں۔ خود حضرت مسیح علیہ السلام کا ارشاد بائیبل میں مذکور ہے کہ ”جو قیصر کا حق ہے وہ قیصر کو ادا کرو اور جو خدا کا حق ہے وہ خدا کو۔“ حضرت مسیح علیہ السلام کے ایسے ہی فرمانوں کی روشنی میں ویسٹ منسٹر کنفیشن نے یہ قانون نافذ کیا تھا کہ:۔

> ”مجالس کلیسا اور دوسری مذہبی کونسلیں کوئی ایسا معاملہ جو مذہبی نہ ہو نہ اپنے ہاتھ میں لیں نہ اس کے متعلق کوئی فیصلہ کریں۔ انہیں ایسے عوامی امور میں جو حکومت سے وابستہ ہیں کوئی دخل اندازی نہ کرنی چاہیئے۔“

لیکن اس کے بالکل متضاد ۱۹۶۷ء کی کنفیشن اہل کلیسا کو پر زور ترغیب دیتی ہے کہ:۔

> ”ہر زمانہ اور ہر مقام میں بعض ایسے مسائل اور بحران پیدا ہوتے ہیں جن میں خدا کا منشا یہ ہوتا ہے کہ چرچ سرگرم عمل ہو۔“

اس سلسلے میں نیا مجوزہ دستور خاص طور پر اپیل کرتا ہے کہ تمام بنی نوع انسان کو ایک دوسرے سے میل جول کرانے اور ایک دوسرے سے ایسا سلوک کرانے میں جس میں سب لوگ ایک دوسرے کو زندگی کے تمام شعبوں میں ایک فرد کی طرح قرار دیں چرچ کے ممبران کو پوری سعی کرنی چاہیئے۔ اس سے بھی آگے بڑھتے ہوئے نیا دستور امتیاز نسل و رنگ کے خلاف آواز بلند کرتا ہے اور اراکین کلیسا کو ہدایت کرتا ہے کہ دنیا کے ہر قسم کے اہم تنازعات میں وہ قومی تحفظات کو خطرے میں ڈالتے ہوئے بھی ذاتی دلچسپی کے ساتھ ان کے حل کے لئے تازہ کوششیں کرتے رہیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دستور جدید کے مسودہ کے یہ عزائم قابل ستائش ہیں مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ بہرکیف وہ دستور سابق بالخصوص ویسٹ منسٹر کنفیشن کے بنیادی اصولوں کے بالکل متضاد ہیں۔

## (۵)

موجودہ قرائن کی روشنی میں اس بات کا امکان بہت کم ہے کہ پریسبائی ٹیرین سے کمیٹی مجوزہ دستور کو مئی ۱۹۶۷ء میں منعقد ہونے والی جنرل اسمبلی سے رد کروانے میں کامیاب ہو سکے گی۔ ٹائم میگزین اپنے ایک حالیہ شمارے (۶ر جنوری ۱۹۶۷ء) میں لکھتا ہے کہ اس وقت تک پچیس پریسبائی ٹری مجالس کلیسا اس مجوزہ مسودہ پر رائے شماری کر چکی ہیں اور اب تک صرف دو مجالس نے اسے رد کیا ہے۔ ان اعداد سے ظاہر ہے کہ اس مسودے کی قبولیت کے امکانات نہایت قوی ہیں۔ اور

حقیقت تو یہ ہے کہ بائیبل کے متن کا مسئلہ صرف اس چرچ تک ہی محدود نہیں۔ جناب پوپ کی تحریک اور کوشش کے نتیجے میں حال ہی میں پروٹسٹنٹ اور کیتھولک علماء کی ایک مجلس کی تشکیل عمل میں آئی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ بائیبل کا ایک ایسا متن تیار کیا جائے جو ہر دو گروہ کے عیسائیوں کیلئے قابلِ تسلیم ہو۔

عیسائی دنیا میں یہ تمام تحریکیں دُور رس اور وسیع الاثر انقلابات کا پیش خیمہ ہیں حقیقت یہ ہے کہ ان مجوزہ تبدیلیوں کے پیشِ نظر عیسائیت کے روایتی عقائد کی بنیادیں تک ہل جائیں گی ؎

آ رہا ہے اِس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندوار

## مرکزی لائبریری کیلئے الفرقان کے نمبروں کی ضرورت

قادیان کی مرکزی لائبریری کے لئے ماہنامہ الفرقان ربوہ کے مندرجہ ذیل نمبروں کی شدید ضرورت ہے۔ جو دوست دے سکیں وہ رسالے دفتر الفرقان ربوہ میں بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ (۱) ۱۹۵۳ء۔ اگست، ستمبر، نومبر
(۲) ۱۹۶۳ء۔ دسمبر
(۳) ۱۹۶۵ء۔ نومبر

عبداللطیف ملکانہ
انچارج احمدیہ مرکزی لائبریری قادیان

# قرآن مجید کی شانِ عظیم

نُورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا
حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا
ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا
یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں
مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا
کس سے اِس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ
وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا
پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں
پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا
ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور
ایسا چمکا ہے کہ صد نیّرِ بیضا نکلا
زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اِس دنیا میں
جن کا اِس نور کے ہوتے بھی دلِ اعمیٰ نکلا
جلنے سے آگے ہی یہ لوگ تو جل جاتے ہیں
جن کی ہر بات فقط جھوٹ کا پُتلا نکلا

(درثمین اردو)

بلا تبصرہ

# اقتباسات

ہمارے پاس "فیض الاسلام پرنٹنگ پریس راولپنڈی شہر" کے مطبوعہ دو خطوط زیر عنوان (۱) "پس چہ باید کرد" (۲) "یاحسرۃً علی العباد" پہنچے ہیں نیز تیسرا ٹریکٹ "مسئلہ ارتداد" کے نام سے اسی پریس کا چھپا ہُوا ملا ہے۔ "مسئلہ ارتداد" جناب ملک ظفر اللہ خان صاحب کو ہیر حکیم شاہ نواز راولپنڈی کا لکھا ہُوا ہے اور دونوں خطوط جناب عبدالرؤف خان صاحب لودھی گوالمنڈی راولپنڈی کے قلم سے ہیں جو انہوں نے جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کے نام جون اور جولائی ۶۶ء میں لکھے تھے۔ ان مطبوعہ خطوط پر لکھا ہُوا ہے "یہ خط کا غیر دلنشیں ہے کوئی صاحب اسے یا اسکے کسی حصہ کو استعمال کرنے کے مجاز نہیں" اس کی پابندی میں ہم صرف احباب جماعت کی معلومات میں اضافہ کی خاطر درج ذیل کے چند اقتباسات محض ان کی معلومات میں اضافہ کی خاطر درج کرتے ہیں۔ اگر کوئی صاحب انہیں "استعمال" کرنا چاہیں تو وہ خط لکھنے والے غیر مبائع صاحبان سے اجازت لیکر ایسا کر سکتے ہیں۔ یہاں یہ ذکر کرنا مناسب ہے کہ اگر کوئی صاحب ان "اقتباسات" کی وجہ سے ان خطوط کو مکمل طور پر پڑھنا چاہیں تو یہ ہمارے پاس بھی محفوظ ہیں ——— (ایڈیٹر)

## (۱)

## جھوٹ بولنے کے عادی

"مجلس معتمدین نے اپنے ایک کالج کا نام "لاہور احمدیہ کالج" تجویز کیا تھا لیکن مولوی صدر الدین صاحب نے اپنے چند مشیروں کے مشورہ سے اس کالج کا نام قوم کے **فیصلہ کے خلاف پوشیدہ طور پر** [illegible] "مسلم کالج" منظور کروالیا۔ قوم کے [illegible] کیا ہوا؟ جس پر تحقیقات شروع ہوئی کہ ایسا کس نے کیا؟ جب مولوی صدر الدین صاحب سے استفسار کیا گیا تو جناب نے صاف لاعلمی کا اظہار کیا اور کہا معلوم نہیں یہ کیسے ہوا؟ بعد میں مزید تحقیقات پر انکشاف ہوا کہ یہ کھیل جناب ہی نے کھیلا ہے۔ گویا مولوی صاحب کے متعلق جو کہا جاتا ہے کہ یہ جھوٹ بولنے کے عادی ہیں اس بات پر مہر تصدیق ثبت ہوگئی۔ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔" (مسئلہ ارتداد صفحہ ۱۰-۱۱)

## (۲)

## اپنے آپ کو ذلیل و رسوا کرلیا

"مولوی صدر الدین صاحب نے اختیارات اور اقتدار کی ہوس میں صرف اپنے آپکو ہی ذلیل و رسوا نہیں کیا بلکہ ساری قوم کو شرمسار کر کے رکھ دیا ہے کیونکہ ایک بار مولوی صاحب موصوف نے جناب میاں غلام حیدر صاحب کو یہ لکھ کر اپنا بھانڈا آپ ہی پھوڑا تھا کہ "آپ کوئی درمیانی راستہ تلاش کرنے کی زحمت نہ اٹھائیں کیونکہ اس کا نتیجہ خراب تر ہو جائیگا جو میرے لئے روح فرسا ہوگا۔ جو لوگ اختیار و اقتدار کے بھوکے نہیں وہ بھوکے کو کیوں ٹکڑا پھینکنے پر راضی نہیں ہوتے"

کہاں ہیں وہ سنگدل اور ظالم لوگ جو حضرت امیر شہید رحمۃ اللہ علیہ پر "مولی قرآن ٹرسٹ" کے قصے کو بات بات پر اچھالتے رہتے ہیں۔ **"کیا کوئی جواب ہے ایسی بوالہوسی کا؟"**

اگر ایسے شخص کو حضرت مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی نے "بھیڑیا" کا نام دیا ہے تو بجا اغلط نہیں ہے کیونکہ انہوں

نے پارسائی اور امارت کے بھیس میں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھیڑوں کو اکٹھا نہیں کیا بلکہ ان کو تو چیرنے پھاڑنے کی ہی پڑی رہتی ہے — ویسے حق بات بھی یہی ہے کہ اقتدار کے بھوکے لوگ کبھی بھی ایماندار ثابت نہیں ہو سکتے — علاوہ ازیں ان کے دروغگو، لالچی، کینہ پرور اور ضدی وغیرہ ہونے پر حضرت خواجہ کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصدیق کی مُہریں ثبت کر رکھی ہوئی ہیں۔

اور یہی ہوس اقتدار ہی تو تھی جس نے مولوی صاحب موصوف کو اتنا اندھا کر دیا کہ اپنے مربی اور محسن ایر دو کو آخری سانسیں بھی چین سے نہ لینے دیں اور ساری قوم میں افترا اور تفرقے کی ایسی آگ پھیلائی — کہ بالآخر ان کی جان لے ہی لی — سلسلہ ہذا کے قریباً سب احمدی "میری زندگی کا ایک تاریک ورق" اور حضرت امیر شہید رحمۃ اللہ علیہ کے آخری دنوں کے سرکلرز سے پوری طرح واقف ہیں۔ بنچھ مزید حوالے دینے کی ضرورت نہیں۔"

(خط ۲ یا حسرۃً علی العباد صک)

---

## (۳)
## اپنے گھر کے پوپ کو دیکھیں

"آپ (یعنی ڈاکٹر اللہ بخش صاحب) جہاں کہیں تقریر کرتے ہیں یا خطبہ دیتے ہیں تو ہمیشہ یہی زور ہوتا ہے کہ جماعت ربوہ کا خلیفہ پوپ ہے — اجی حضرت ڈاکٹر صاحب! آپ کے اپنے گھر کا پوپ آپ کو نظر نہیں آیا؟ جو خود اپنے شیش محل میں بیٹھ کر دوسروں پر پتھر برساتے ہیں۔ تو اب یہ فکر ہے کہ حضرت ڈاکٹر غلام محمد صاحب مرحوم و مغفور تو اپنی وفات سے قبل تائب ہو کر سرخرو ہو گئے تھے — لیکن آپ ان تمام حقائق کی روشنی میں اپنے لئے کیا سوچتے ہیں۔ کیا یہی کہ آپ بھی مولوی صدرالدین صاحب کے ہوس کے جال میں پھنس گئے ہیں! اور ہر سمجھ والا احمدی یہ دیکھ رہا ہے کہ آپ ایک مکھی کی مانند — ایک مکڑی کے جال میں پھنس چکے ہیں اور پڑے بھنبھنا رہے ہیں اور بس — !" (خط ۲ صک)

---

## (۴)
## خرابیوں کا منبع

"اب مجھے اجازت دیجئے کہ کچھ صدر انجمن کے بارے میں بھی عرض کروں۔ پہلے تو خیر حضرت امیر رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کے بعد — اس انجمن کا کھینچا تانی کشاں کشاں چل ہی رہا تھا — مگر اب تو آپ جیسے مہربانوں کی موجودگی میں سب کچھ علی الاعلان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وصیت اور منشاء کے خلاف ہی ہو رہا ہے —

### آخر اس کا ذمہ دار کون ہے؟

کیا میں یہ سوال کرنے پر حق بجانب نہیں کہ صدر انجمن کی پاکیزہ زمین پر وہ کون ایسی خرابی ہے جو اب پیدا نہیں ہو چکی — معافی چاہتا ہوں، اگر گنوانے لگوں تو بدکاری جیسی خرابیاں ان میں نمایاں ہوں گی اور اگر آپ مزید بضد ہوں تو برائے خدا جناب سائیڈ و صاحب سے حلف اٹھوا کر بیان لیجئے (اس بات کی ذمہ داری ہمارے معتمد جناب ملک

ظفر اللہ خان صاحب پوری طرح لینے کو تیار ہیں)
خیال رہے ـــــ محترم ساتھیو صاحب انجمن کی کسی
پارٹی سے متعلق نہیں ہیں ـــــ

اب میں سمجھتا ہوں وقت آ گیا ہے کہ ہر ذی عقل احمدی ذرا تلخ نوائی سے کام لے اور آپ سے ہی نہیں تمام معتمدین صدر انجمن سے بار بار ـــــ یہ سوال کرے کہ آخر ان خرابیوں کا منبع کیا ہے ـــ اور کون ہے ـــ ؟ لیجئے ڈاکٹر صاحب! آپ تو شاید اب سب کچھ بھول چکے لہٰذا بطور یاد دہانی عرض کئے دیتا ہوں ـــ

اوّل ـــــ وہ لوگ جنہوں نے معتمدین قوم کا لبادہ اوڑھ کر بدکاری جیسے معاملات کو دنیاوی مصلحتوں کی نذر کر دیا۔

دوم ـــــ وہ شخص بھی جو بقول مولانا یعقوب خان صاحب مسلّمہ قاتل امیر رحمۃ اللہ علیہ ہے وہ شخص جو بقول جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی بھیڑیا ہے اور اب گوسفندانِ حضرت مسیح موعودؑ میں گھسا بیٹھا ہے اور کسی لوٹنے والی بھیڑ کو زندہ دیکھنا گوارا نہیں کرتا۔ وہ شخص جو بقول خواجہ کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ لالچی، بچا لباز، کینہ پرور، اخندی، دروغگو اور نہ جانے اس قسم کے کن کن صفات کا حامل ہے

معاف کیجئے! پھر دُہراتا ہوں کہ یہ القابات" ناچیز کی اپنی جانب سے نہیں بلکہ اپنے بزرگوں کی طرف سے عطا ہو چکے ہیں، جن کی بزرگی ہماری جماعت میں مسلّم ہے۔ کیا آپ ان صفات کے حامل شخص کو نہیں جانتے ـــــ؟ اگر آپ کا جواب نفی میں ہو تو اس کے سوا اور کیا عرض کروں ـــــ "لعنۃ اللہ علی الکاذبین"

اور اگر جواب اثبات میں ہو تو خدارا مجھے اتنا تو بتایئے کہ آخر وہ کونسی قانونی شق ہے یا کونسا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وصیت کا حصہ ہے جس کی رُو سے ایک قاتل، انسان نما بھیڑیا، بچا لباز، لالچی، کینہ پرور اور دروغگو شخص ہمارے اس خدائی اور نیک کاروبار میں محض شامل ہی نہیں، بلکہ ایک پاکیزہ مقام پر "وصیت" بن کر بیٹھا ہے۔"
(خط ۱ "یہ چہ باید کرد" ص ۵-۶)

## (۵)
## احمدیوں کے ایمانوں پر ڈاکہ

"جناب میاں (محمد) صاحب موصوف نے بھی تنگ آ کر کبھی یہ لکھ دیا تھا کہ میں مولوی صدر الدین صاحب کے ساتھ مل کر احمدیوں کے ایمانوں پر ڈاکہ نہیں ڈال سکتا۔" (خط ۲ ص ۶)

# اسلام میں خدا کا تصوّر بمقابلہ دیگر مذاہب

(جناب مولوی سمیع اللہ صاحب فاضل بمبئی)

میرا یہ عقیدہ ہے کہ دنیا میں جتنے مذاہب ہیں ان کے بانیوں نے اپنے پیروؤں کے سامنے ایک ایسے خدا کا تصور پیش کیا تھا جو اپنی ذات و صفات میں بے مثل، یگانہ اور بے ہمتا ہے۔ مگر اسلام کے سوا کوئی مذہب ایسا نہیں جس میں خدا کا یہ تصور زیادہ دنوں تک باقی رہا ہو۔ ہر مذہب میں داخلی و خارجی وجوہ کی بناء پر عقیدۂ توحید کی جگہ اجرام، عناصر اور اجسام کی پرستش نے لے لی اسلئے میں اس مضمون میں سب سے پہلے عقیدۂ توحید کی ہمہ گیری اور قبولیت عامہ پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں اور پھر وجہ بتانا چاہتا ہوں کہ مذاہبِ عالم میں توحید کی جگہ شرک نے کیسے لے لی۔ خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی جگہ غیر خدا کی عبادت کیسے ہونے لگی اور وحدانیت کے چمن زار میں شرک و بُت پرستی کے خارزار کیسے اُگ آئے؟

## مذاہبِ عالم میں وجودِ مطلق کا تصور

واضح ہو کہ جب ہم دنیا کے بڑے بڑے مذاہب کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ تمام مذاہب میں ایک ایسے وجودِ مطلق کا تصور پایا جاتا ہے جو اپنی ذات و صفات میں بے مثل، یگانہ اور بے ہمتا ہے۔

اسی طرح ہم کو ہر قوم میں کچھ ایسے جوگی، گیانی اور علمائے ربانی نظر آتے ہیں جو عقیدۂ توحید پر زور دیتے چلے آئے ہیں۔

تورات، انجیل، وید اور گیتا ان تمام کتب میں ایک ایسے "وجودِ مطلق" کا ذکر پایا جاتا ہے جو تمام عالم کا خالق و پروردگار ہے اور جو اپنے وجود میں ازلی و ابدی ہے۔

کبیر صاحب کی پوتر بانیوں میں اور حضرت بابا نانک کے پاک شبدوں میں اس "قادرِ مطلق" کی پرستش پر زور دیا گیا ہے۔

انیسویں صدی کے ہندو مصلحوں میں سے "راجہ رام موہن رائے" نے "توحیدِ الٰہی" پر فارسی زبان میں ایک کتاب لکھی۔

برہمو سماج، تھیوسافسٹ سوسائٹی، اور رام کرشن مشن بھی اس وجودِ مطلق پر ایمان رکھتے ہیں۔

## قندیلِ توحید

اس سے ظاہر ہے کہ اگرچہ آج کسی مذہبی پیشوا کو خدا یا خدا کا بیٹا کہا جاتا ہے، یا ایک خدا کی جگہ بہت سے خداؤں کی پرستش کی جاتی ہے مگر توحید کی قندیل ابھی تک محفلِ عالم میں فروزاں ہے اور خدا کے بندے ابھی تک

اپنے ظرف و قابلیت کے مطابق اس چراغ سے اپنے گھروں کو اُجالا کر رہے ہیں۔

### عیسائی بادشاہ اور توحید

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیسائیوں کے متعلق فرمایا کہ روم کے تخت پر قسطنطین اعظم سے لیکر ہرقل تک جتنے بادشاہ بیٹھے ان میں چھ بادشاہ موحد تھے۔ (انجام آتھم)

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوبات بھی شاہد ہیں کہ آپ کے عہد میں روم کے علاوہ مصر اور ایتھوپیا کے عیسائی بادشاہ بھی خدا کو واحد و یگانہ مانتے تھے۔

ہرقل بادشاہ روم دل سے تو آپ کی دعوت پر ایمان لے آیا مگر سلطنت کی حرص میں اس نے ٹھوکر کھائی۔ مقوقس شاہ مصر اور نجاشی شاہ ایتھوپیا (حبش) نے خدا کی وحدانیت اور آپ کی رسالت پر اپنے ایمان کا اظہار کیا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ایک آتش پرست باپ کے بیٹے تھے مگر عنفوانِ شباب میں ہی عیسائی ہو گئے تھے۔ وہ ایک لمبے عرصے تک عیسائی راہبوں کی صحبت میں رہے۔ ان کی یہ شہادت ہے کہ وہ جن جن عیسائی راہبوں کی صحبت میں رہے وہ سب موحد تھے۔

### فرقہ قسیس و ربیون

قرآن مجید میں کئی ایسے عیسائی فرقوں کا نام آیا ہے جن کا عقیدہ توحید پر ایمان تھا جیسے قسیس اور رہبان۔ ان کے علاوہ ایک فرقہ "ربیون" تھا۔ یہ سارے فرقے موحد تھے اور جب ان کے سامنے اسلام نے اپنے خدا کا تصور پیش کیا تو وہ لوٹ کر مسلمان ہو گئے حتیٰ کہ آج ان فرقوں میں سے کوئی ایک بھی عیسائی نہیں ہے۔

### ہندو جوگی

اسی طرح سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہندو جوگیوں کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ موحد ہوتے ہیں اور وہ "پرمیشر" کے سوا سبھوں کو ہیچ سمجھتے ہیں۔ (سناتن دھرم)

آپ کے علاوہ وہ مسلمان علماء، صوفیاء، سیاح اور سیاست دان جنہوں نے ہندو مذہب کا مطالعہ کیا اور ہندو پنڈتوں اور گیانیوں کی صحبت میں رہے ان کا بھی یہی قول ہے کہ "ہندو جوگی" موحد ہوتے ہیں۔

(۱) عبد الکریم جیلی (۲) عبد الکریم شہرستانی (۳) ابوریحان البیرونی (۴) شہنشاہ اکبر کے وزیر ابوالفضل (۵) حضرت مجدد الف ثانی رح (۶) حضرت نظام الدین اولیاء رح (۷) حضرت مولانا اسماعیل شہید رح اور (۸) حضرت مولانا عبد العزیز محدث دہلوی رح یہ تمام بزرگ متفقہ طور پر کہتے ہیں کہ ہندوؤں کے مذہب کی بنیاد عقیدہ توحید پر ہے اور ہندو جوگی موحد ہوتے ہیں۔

### عبد الکریم شہرستانی

عبد الکریم شہرستانی نے الملل والنحل میں لکھا ہے کہ ہندو برہمن سورج کی تعریفیں کرتے ہیں لیکن خاتمے پر کہتے ہیں:۔

> اے سورج! اگر تو ان تعریفوں کا مستحق نہیں تو میری یہ تعریفیں اس وجود کو پہنچیں جو درحقیقت ان کا مستحق ہے۔

### حضرت مجدد الف ثانی رح

حضرت مجدد الف ثانی

رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب ۲۵۹ میں مخدوم زادہ خواجہ محمد سعید جامع علوم عقلیہ ونقلیہ کو لکھتے ہیں کہ:-

"ہندوستان کے بعض شہروں میں ابھی تک انوار انبیاء ظلمات شرک میں بھی مشعل کی طرح روشن ہو رہے ہیں۔ ہندوؤں کے مذہبی علماء نے خدا کی ذات وصفات اور اس کی تنزیہ وتقدیس کے متعلق جو لکھا ہے وہ چراغ نبوت کے اقتباس ہیں۔"

## مولانا اسماعیل شہید رح

اسی طرح مولانا اسمٰعیل شہید نے العبقات میں لکھا ہے کہ:-

وسرّه انه ما من مذهب اجتمع عليه جم غفير من العقلاء ولا سيما اصحاب الغيب كرهبان النصارى واليهود واشراقية اليونان واصحاب الظلمة والنور من الفرس و"جوگية الهند" الا وله مقام راسخ في حظيرة القدس واصل مؤسس فيها

ترجمہ: اور اس کا بھید یہ ہے کہ کوئی ایسا مذہب نہیں جس پر عقلمندوں کے ایک جم غفیر نے اجتماع کر لیا ہو خصوصاً امور غیبیہ پر ایمان رکھنے والے اصحاب جیسے عیسائیوں کے رہبان، یہود، یونان کے اشراقی، ایران کے اصحاب ظلمت ونور اور "ہندوستان کے جوگی" مگر خدائے قدوس کی جناب میں اُن کا ایک مضبوط مقام اور ایک ٹھوس بنیاد ہے۔

## یونان کے فلسفی

یونانی فلسفیوں میں سے سقراط اور اُن کے شاگرد گستیوفون دونوں موحد تھے۔ یوں یونان کے سارے اشراقی عقیدۂ توحید پر ایمان رکھتے تھے۔

غرض ان تمام شواہد سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ خدا کی وحدانیت کی تعلیم ہر مذہب میں پائی جاتی ہے اور ہر مذہب کے بانی نے اپنے ماننے والوں کو توحید الٰہی ہی کی طرف بلایا تھا۔

## عقیدۂ توحید کا مشرکانہ تہذیب سے تصادم و تأثر

مگر دنیا کے تمام توحید پرست مذاہب کو ایسے معاشرے یا "نظام فکر" کا مقابلہ کرنا پڑا جس میں ذاتی یا صفاتی شرک کی تعلیم پائی جاتی تھی۔ اس تصادم یا اختلاط کا نتیجہ یہ ہوا کہ وقتاً فوقتاً عقیدۂ توحید دوسرے عقائد سے متاثر ہوتا گیا اور وہ خدا جس کو بانی مذہب نے ذات و صفات میں بے مثل ولاشریک قرار دیا تھا آہستہ آہستہ بہت سے اجرام، عناصر اور دیوتاؤں کو اس خدا کی صفات میں شریک وسہیم سمجھ لیا گیا۔

## رومی اور ڈراوڑی تہذیب

عیسائیت جب اپنے وطن سے نکلی تو اس کو پردیس میں رومی، یونانی اور مصری تہذیب سے واسطہ پڑا۔ اور جب آریہ دھرم ہندوستان میں داخل ہوا تو یہاں اس کا "ڈراویڈین تہذیب" سے تصادم ہوا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائیت رومی، یونانی اور مصری تہذیبوں سے متاثر ہوئی اور آریہ دھرم ڈراویڈین تہذیب سے متاثر ہوا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی اُمت کو خدائے واحد و یگانہ پر ایمان لانے کی تعلیم دی تھی۔ آپ کی یہ تعلیم ابھی تک انجیل یوحنا میں موجود ہے کہ:۔

"ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ
خدائے واحد و برحق کو اور یسوع مسیح
کو جسے تُو نے بھیجا ہے جانیں"۔ ($\frac{17}{3}$)

اس آیت میں صاف طور پر خدا کو واحد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس کا رسول قرار دیا گیا ہے۔

مگر جب پطرس نے روم میں اور پولوس نے غیر اقوام میں عیسائیت کی تبلیغ شروع کی اور مشرک و بُت پرست اقوام عیسائیت میں داخل ہونے لگیں تو خدا کا وہ تصور جو حضرت عیسیٰ نے پیش کیا تھا وہ اس پر قائم نہ رہ سکے۔

## عیسائیت اور آفتاب پرستی

عیسائیوں کے عقیدۂ توحید میں جو بنیادی تبدیلی آئی وہ یہ تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو خدا کے پیغمبر تھے انہیں رومی عقیدے کے مطابق آفتاب کا اوتار مانا گیا جو عموماً دیوتاؤں میں سب سے بڑا دیوتا سمجھا جاتا ہے اور جب حضرت عیسیٰ کو آفتاب کا اوتار تسلیم کر لیا گیا تو اب عبادت کے لئے دن بھی وہ منتخب کیا گیا جو آفتاب کا دن کہلاتا ہے یعنی اتوار یا سنڈے۔ دونوں کے معنے "یوم آفتاب" کے ہیں۔ سبت جو یہودی شریعت میں عبادت کا دن تھا قسطنطین اعظم کے حکم سے اس کی جگہ اتوار کو دی گئی۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ کی جائے قرار آسمان کو قرار دیا گیا۔ اس لئے پرانے علم ہیئت میں خواہ وہ بطلیموس کا ہو یا فیثا غورث کا آسمان کو خصوصاً چوتھے آسمان کو آفتاب کا مقام تسلیم کیا گیا ہے۔ اور جب حضرت عیسیٰ بھی آفتاب ٹھہرے تو ان کو بھی آسمان پر ہی مقام کرنا چاہیئے تھا۔

غرض حضرت عیسیٰ جو خدا کے پیغمبر تھے اور جنہوں نے ایسے خدا کا تصور پیش کیا تھا جو اپنی ذات و صفات میں واحد و یگانہ ہے خود وہ عیسیٰ آفتاب کے اوتار ٹھہرائے گئے اور خدا کی بجائے اب ان کی اسی طرح پرستش ہونے لگی جیسے آفتاب کی ہوا کرتی تھی۔

## ترمورتی یا تثلیث کا تخیل

لیکن بات یہیں ختم نہیں ہوئی، بلکہ اب عیسائیت میں توحید کی جگہ تثلیث نے لے لی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان دنوں جہاں جہاں عیسائیت پھیلی وہاں "تثلیث" ایک مقدس علامت سمجھی جاتی تھی۔ رومی اور یونانی "بتکدوں" میں تین تین بت ہوا کرتے تھے۔

اسی لئے عیسائیت کو بھی تین اجزاء سے مرکب مانا گیا۔ یعنی باپ، بیٹا اور روح القدس سے۔ اسی طرح "تریمورتی" کا تخیل روم، یونان اور ہندوستان کے مذاہب سے عیسائیت میں بھی آ گیا اور خدا کا وہ تصور جو حضرت عیسیٰؑ نے پیش کیا تھا باقی نہ رہ سکا۔

## آریہ دھرم

یہی حال ہندوستان میں آریہ دھرم کا ہوا۔ آریہ جب وسط ایشیا یا اور کسی جگہ سے ہندوستان آئے تو اس وقت وہ ایک "نراکار ایشور" یعنی بے مثال خدا کے سوا اور کسی کو مستحق پرستش نہیں سمجھتے تھے۔

پنڈت سندر لال الہ آبادی نے "گیتا اور قرآن" کے نام سے ایک معلومات افزا کتاب لکھی ہے وہ اس کتاب میں خدا کی صفت "وحدہٗ لاشریک لہٗ" کے متعلق لکھتے ہیں کہ:۔

ویدوں کا एकमेवाद्वितीयम् اور اسلام کا "وحدہٗ لاشریک لہٗ" دونوں کے ٹھیک ایک ہی معنے ہیں۔ وہ ایک ہے اور اس کا کوئی ساجھی نہیں۔ پھر وہ گیتا کا ایک شلوک نقل کرتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

دیوتاؤں کے اپاسک دیوتاؤں کو
پہنچتے ہیں اور ایشور کے اپاسک
ایشور کو۔ $(\frac{9}{25})$

اور اس کے بعد لکھتے ہیں کہ:۔

اسلئے گیتا کی بار بار اور بھاشیدوں
میں تعلیم یہ ہے کہ اور سب دیوتاؤں
کو چھوڑ کر صرف ایک ہی ایشور کی پوجا
کرنی چاہئیے۔" $(\frac{9}{28-27})$

لیکن جب یہ موحد قوم ہندوستان میں داخل ہوئی تو یہاں اس کو دراوڑین قوم سے واسطہ پڑا۔ سیاسی تصادم کے بعد جب امن کی فضا قائم ہوئی تو حاکم و محکوم اور فاتح و مفتوح کے درمیان تہذیب و ثقافت کا تبادلہ ہونے لگا۔

## موہنجوڈارو اور ہڑپا کے آثار

۱۹۲۱ء اور ۱۹۲۴ء کے درمیان موہنجوڈارو اور ہڑپا کی جو کھدائی ہوئی تو وہاں کے آثارِ قدیمہ میں جو چیزیں ملیں اُن سے معلوم ہوا کہ دراوڑی قوم کے ہاں خدا کا جو تصور تھا وہ "مکار" خدا کا تصور تھا۔ یعنی وہ نادیدہ خدا اور غیر مرئی وجود کی پرستش نہیں کرتے تھے، وہ پرستش کرتے تھے تو درختوں کی یا جانوروں کی۔ جانوروں میں بیل، ہاتھی، ہرن، چیتا اور مگر خاص تھے اور درختوں میں پیپل کا درخت مقدس مانا جاتا تھا۔

اب یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ وہ موحد قوم جس کے سامنے اس کی مذہبی کتاب رگ وید نے خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کا تصور پیش کیا تھا، دراوڑین تہذیب سے کس قدر متاثر ہوئی۔ آج سارے دراوڑین دیوتاؤں کو ہندو جاتی بھی اپنا دیوتا مانتی ہے۔

## برہما۔ شو۔ وشنو

اسی طرح کہتے ہیں کہ ہندوؤں میں جو "تریمورتی" کا تصور ہے یعنی برہما، شو، وشنو، ان میں سے شو اور وشنو دراوڑین دیوتا تھے اور ان کے مجسموں کی پرستش کرتے تھے۔ عبدالمجید سالک نے بھی ان دونوں کو غیر ویدی دیوتا قرار دیا ہے۔

دیکھئے (مسلم ثقافت ہندوستان میں ص۱۹)

آریوں اور ڈراویڈیوں کے اختلاط کا نتیجہ نکلا کہ آہستہ آہستہ آریوں نے بھی شِو اور وشنو کے مجسموں کی پوجا شروع کر دی اور آج تو ان دونوں دیوتاؤں کی پرستش کا پورے بھارت میں وہ زور شور ہے کہ کہیں کہیں رام اور کرشن سے زیادہ ان دونوں دیوتاؤں کی پرستش ہوتی ہے۔

البتہ برہما جو آریوں کا دیوتا تھا اور جس کو وہ خالق و معبود کے معنوں میں لیا کرتے تھے ابھی تک شو اور وشنو کی طرح اس کی پرستش نہیں ہوتی اور شاید پورے بھارت میں برہما کا ایک ہی مندر ہے۔ یہ بھی اس بات کا ایک ثبوت ہے کہ آریوں کے ہاں دیوتاؤں کا تصور ضرور تھا مگر وہ ان کے مجسموں کی پرستش نہیں کرتے تھے لیکن جب آریوں کی تہذیب ڈراویڈین تہذیب سے متاثر ہوئی تو ان میں بھی اجسام پرستی آگئی۔

## برہما کا تخیّل

آریوں میں برہما کا جو تخیّل ہے اس جگہ اس کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ کہتے ہیں کہ دنیا کے وجود و عدم وجود کا تعلق برہما کی ذات سے ہے۔ برہما کا ایک دن ایک ہزار "مہایگوں" لگ بھگ چار ارب سالوں کا ہوتا ہے اور اتنے ہی سالوں کی ایک رات ہوتی ہے۔ برہما کے دن میں دنیا موجود ہوتی ہے اور رات میں معدوم۔ لیکن اس طرح کے چودہ دن اور چودہ راتیں گزر جانے کے بعد خود برہما بھی فنا ہو جاتا ہے اور "ہستی مطلق" نئے برہما کو پیدا کرتی ہے۔ فکر و تخیّل کی یہ بلند پروازی شاید ہی کسی دوسرے مذہب میں پائی جاتی ہو۔

## سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آریہ دھرم

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب نسیم دعوت اور سناتن دھرم وغیرہ میں اس بات کی خوب وضاحت فرمائی ہے کہ پہلے وید میں عناصر، اجرام اور اجسام کی پرستش کی ممانعت تھی مگر جُوں جُوں آریوں میں یہ بدعتیں پھیلتی گئیں اور ان چیزوں کی پرستش کا زور بڑھتا گیا وید سے یہ شلوک حذف کئے جانے لگے اور ان کی جگہ ایسے منتر لکھ دیئے گئے جن سے اجرام، عناصر اور اصنام کی پرستش کا ثبوت ملتا ہے۔ آپ تو یہ فرما کر ۱۹۰۸ء میں دنیا سے گزر گئے۔ ۱۹۲۱ء سے جب موہنجوڈارو اور ہڑپا کی کھدائی شروع ہوئی تو یہ راز منکشف ہوا کہ یہ دراصل ڈراویڈین تہذیب سے اختلاط کا نتیجہ ہے۔

## بُدھ تہذیب

ڈراویڈین تہذیب کے بعد "ویدک تہذیب" کا ایک اور زبردست تہذیب سے تصادم ہوا اور وہ ہے "بدھ تہذیب"۔

آج سے پچیس سو سال پہلے صوبہ بہار کے مگدھ دیش سے ایک زبردست مذہبی تحریک اُٹھی تھی۔ اس کے بانی کا نام "سِدارتھ" تھا جسے عرفِ عام میں "مہاتما گوتم بدھ" کہتے ہیں۔

## معلم اخلاق

جماعت احمدیہ کے عقیدے کے مطابق وہ خدا کے ایک برگزیدہ پیغمبر اور ایک بلند پایہ معلم اخلاق تھے مگر کسی نامعلوم وجہ کی بناء پر مہاتما گوتم بدھ کی تعلیمات سے خدا کا تصور بہت جلد مٹ گیا۔ میں اس وقت اس نامعلوم وجہ کا پتہ لگانا نہیں چاہتا مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گوتم بدھ کے ماننے والوں نے ان کو ہی "وجودِ مطلق" کا درجہ دے دیا۔ اور اس کے بعد انہوں نے ان کے ایسے ایسے مجسمے بنائے جن سے شانِ الوہیت ظاہر ہوتی ہو۔ پہلا مجسمہ قندھار کے سنگتراشوں نے بنایا۔ اس صنعت گری میں ان کتابوں اور روایات سے مدد لی گئی جن میں گوتم بدھ کا علیہ اور مرتبہ و منصب نہایت مبالغہ آمیز الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ دوسرے سنگتراشوں نے اور بھی عقیدت کا جوش اور فن کی ندرت دکھائی۔ یہ فن یوں ہی ترقی کرتا گیا حتیٰ کہ آج گوتم بدھ کے وہ مجسمے "فنِ سنگتراشی" کا کامل نمونہ سمجھے جاتے ہیں۔ اجنٹا کے وہ غار جنہیں دیکھنے کے لئے سیاح دور دور سے آتے ہیں میں نے بھی وہ غار دیکھے ہیں، مہاراشٹر کے شہر اورنگ آباد سے ۔۔ میل کے فاصلے پر وہ غار واقع ہیں۔ واقعی سنگ تراشی کا شغف ساتھ ہی فن کی باریکی دیکھنے والوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتی ہے۔

غرض جب گوتم بدھ کے ماننے والوں کو ان کی تعلیمات میں "وجودِ مطلق" کا پتہ نہیں ملا تو انہیں ہی "وجودِ مطلق" سمجھ کر ان کے مجسمے بنائے گئے اور اُن کی پرستش شروع کر دی گئی۔

بھارت کی تاریخ میں ہم گوتم بدھ کے بعد اصنام پرستی کا جو زور دیکھتے ہیں اس کی نظیر پچھلی تاریخوں میں نہیں ملتی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے کا سب سے محبوب مشغلہ اور معزز پیشہ بُت تراشی اور مجسمہ سازی ہی تھا۔

## اجنٹا اور ایلورا کے مجسمے

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ "ویدک تہذیب" بدھوں کی بُت پرستی سے خوب متاثر ہوئی بلکہ ایک ایسا وقت آیا کہ بدھوں اور آریوں نے بُت پرستی میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش شروع کی۔ اجنٹا کے بعد جب کوئی شخص ایلورا کی سیر کرتا ہے تو اس پر یہ حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ اجنٹا بدھوں کی یادگار ہے تو ایلورا ہندو آریوں کی۔ دونوں بُت سازی و بُت پرستی میں ایک ہی طرح مشغول تھے۔ ہندوستان کے مشہور موحد بادشاہ حضرت عالمگیر کا مزار ایلورا سے متصل خلد آباد میں واقع ہے۔ میں جب ایلورا کی سیر کر کے اس موحد بادشاہ کی آخری خواب گاہ کے پاس آیا تو اس وقت میرے دل میں جذبات کا ایک تلاطم تھا۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ بادشاہ ہندو کُش اور بُت شکن تھا مگر یہ کیا بات ہے کہ جس علاقے کا وہ واحد فرمانروا تھا، جہاں وہ عہدِ شہزادگی سے عہدِ سلطانی کے آخری ایام تک رہا اس جگہ شرک و بُت پرستی کی ایسی ٹھوس یادگار قائم رہی کیا وہ اسے مٹانے

برتاؤ نہ ہو سکا حالانکہ وہ سب سے بڑا بندو کُش اور بُت شکن بادشاہ تھا؟

## درجہ بدرجہ شریک

اس مختصر سے تاریخی جائزے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ رگ وید کا وہ خدا جس کو وحدہ لاشریک لہ کہا گیا تھا اور توحید کی تعلیم دی گئی تھی پہلے تو یہ اجرام و عناصر پرستی سے متاثر ہوئی اور پھر اجسام پرستی سے حتیٰ کہ آج رگ وید کے ماننے والے اسی کو مکتی یا نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

## سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور وید اور اس کے رشی

مگر قربان جائیے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کہ ہر گلی کوچے میں شرک و بُت پرستی کی گرم بازاری دیکھنے کے باوجود آپ وید کو منزل من اللہ اور اس کے رشیوں کو مقدس مانتے ہیں۔ (پیغام صلح)

پھر یہ جو دیوتا ہیں جنہیں آجکل قابلِ پرستش سمجھا جاتا ہے جیسے وید کے تینتیس ۳۳ دیوتا۔ گیارہ زمین کے، گیارہ آسمان کے اور گیارہ فضا کے۔ ان کے متعلق آپ لکھتے ہیں کہ:۔

"اسی طرح تحقیق کی نظر سے یہ بھی سچ ہے کہ جس قدر اجرام فلکی و عناصر ارضی بلکہ ذرہ ذرہ عالم کا محسوس و مشہود ہے یہ سب باعتبار مختلف خاصیتوں کے جو ان میں پائی جاتی ہیں خدا کے نام ہیں اور خدا کی صفات ہیں۔ اور خدا کی طاقت جو ان کے اندر پوشیدہ طور پر جلوہ گر ہے اور یہ سب ابتدا میں اسی کے کلمے تھے جو اسی کی قدرت نے ان کو مختلف رنگوں میں ظاہر کر دیا۔" (نسیم دعوت ص۹۵)

وید میں تو تینتیس ۳۳ ہی دیوتاؤں کے نام ہیں مگر آجکل مشہور ہے کہ دیوتا تینتیس کروڑ ہیں۔ اگرچہ اس میں بہت مبالغہ معلوم ہوتا ہے مگر جب ہم قرآن کریم کی آیت کریمہ مَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ پڑھتے ہیں تو اس تعداد پر بھی کوئی حیرت نہیں ہوتی۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نسیم دعوت میں تینوں طبقات کے چار دیوتاؤں کی کیسی تشریح فرمائی ہے۔ آپ نے وید کے چار دیوتاؤں آکاش، سورج، چاند اور پرتھوی کو ان چار صفاتِ الٰہیہ کا مصداق ٹھہرایا ہے جن کا ذکر سورۃ فاتحہ میں آیا ہے اور واقعی آپ کا یہ کلام بڑا معرفت افزا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ آکاش صفتِ رب العالمین کا مظہر ہے، سورج صفتِ رحمان کا، چاند صفتِ رحیم کا اور زمین صفتِ مالک یوم الدین کا۔

### ورن دیوتا

وید میں دیوتاؤں کا کس طرح ذکر آیا ہے۔ میں یہ بات واضح کرنے کیلئے "ورن" دیوتا کے متعلق اتھرو وید کے چند منتروں کا ترجمہ سُناتا ہوں۔ اس سے معلوم ہوگا کہ "وید مقدس"

نے خدائے واحد کا تصور کس طرح پیش کیا ہے:۔
"ورن" آقائے اعلیٰ و یکتا ہے
گویا وہ نزدیک ہے۔ جب کوئی شخص
کھڑا ہوتا یا چلتا ہے یا چھپتا ہے
یا وہ لیٹنے جاتا ہے یا اٹھتا ہے۔
جب دو آدمی کانا پھوسی کرتے ہیں
تو بھی شاہ ورن کو اس کا علم ہوتا ہے۔
اگر کوئی آسمان سے پرے بھاگ
جانا چاہے تو بھی "شاہ ورن" سے نہیں
بچ سکتا۔ اس کے جاسوس آسمان دنیا
کی طرف بڑھتے ہیں اور ہزار آنکھوں
سے اس کی زمین کی نگرانی کرتے ہیں۔
شاہ ورن سب کچھ دیکھتا ہے جو
زمین و آسمان کے درمیان اور اس
کے پرے ہے۔ اس نے انسانوں
کے پلک جھپکانے تک کا شمار کیا
ہے جیسے ایک کھلاڑی پانسہ پھینکتا
ہے ویسے ہی وہ سب چیزوں کا فیصلہ
کر دیتا ہے۔ (اتھروید ۴-۱۶-
۱-۵ بحوالہ نگار "خدا نمبر")

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے بھی اپنی ۱۹۲۱ء کی تقریر "ہستی باری تعالیٰ" میں
ورن دیوتا کے متعلق وید کے مذکورہ بالا شعروں کا ترجمہ کیا ہے

## آیات قرآنیہ

اسی کے ساتھ قرآن مجید کی اُن آیات کی بھی
تلاوت فرمائیے جن میں یہی مضمون اس طرح بیان کیا
گیا ہے:۔

(۱) اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا
فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ
مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ
اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ
اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى
مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا
هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا
ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○

ترجمہ۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ ان
تمام چیزوں کو جانتا ہے جو آسمانوں
اور زمین میں ہیں۔ جہاں تین آدمی
کانا پھوسی کرتے ہیں تو وہاں چوتھا
خدا موجود ہوتا ہے۔ یا پانچ آدمی
کانا پھوسی کرتے ہیں تو وہاں چھٹا
"خدا" موجود ہوتا ہے۔ اس سے کم
ہو یا زیادہ مگر خدا ان کے ساتھ ہوتا
ہے جہاں بھی وہ ہوں۔ پھر ان کو
قیامت کے دن ان کے اعمال
سے آگاہ کرے گا۔ اللہ ہر چیز کا
جاننے والا ہے۔" (مجادلہ ع۱)

(۲) يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ

اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا
مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ۭ لَا
تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۝

ترجمہ۔ اے جن و انس! اگر تم زمین و آسمان کی حد سے نکل سکتے ہو تو نکلو مگر جہاں جاؤ گے وہاں خدا کی بادشاہی پاؤ گے۔" (رحمٰن)

اتھرووید کے مذکورہ بالا منتروں اور قرآن کریم کی آیات پر غور کیجئے معلوم ہوگا کہ وید کے رشی توحید کے گیت گایا کرتے تھے مگر تغیراتِ زمانہ کے باعث ان کی اس آواز پر دوسری آوازیں غالب آگئیں۔

## اپنشد کی تعلیم

بدھسٹ تہذیب کے بعد "ویدک تہذیب" کو جس تیسری تہذیب یا فلسفے سے متصادم ہونا پڑا، وہ "اپنشد" کی تہذیب یا فلسفہ ہے۔

ویدک ادب میں اپنشد کی وہی حیثیت ہے جو اسلام میں وجودی تصوف کی۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اسلام میں توحید کی ایسے واضح انداز میں تعلیم دی گئی ہے کہ وجودی صوفیاء کا فلسفہ اسلام کے عقیدۂ توحید پر غالب نہ آسکا لیکن وید میں توحید کی تعلیم ایسے واضح رنگ میں نہیں تھی اسلئے "اپنشد" کا فلسفہ ویدک تعلیم، تہذیب اور فلسفے پر غالب آگیا۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وید نے ابتداء میں خدا کا جو تصور پیش کیا تھا وہ تو دل و دماغ سے اوجھل ہوگیا اور اس کی جگہ ایک ایسے فلسفے نے لے لی جس کے مطابق کائنات کی وسعت اور موجودات کی کثرت میں خدا کی ہستی اسی طرح گم ہوگئی جس طرح "میلے ٹھیلے" میں کوئی بچہ گم ہوجاتا ہے۔

## ادویت واد

اپنشد کے اس فلسفے کو "ادویت واد" کہتے ہیں یعنی رُوح اور خدا میں کوئی دوئی نہیں۔ خود رُوح ہے اور خود خدا۔ وہ یہ نہیں کہتے کہ خدا ہر جگہ جلوہ گر ہے بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہر چیز میں خدا موجود ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ عالم کی ہر چیز قابلِ پرستش ہوگئی اور خدا کا کوئی علیحدہ وجود باقی نہ رہا۔

غیر خدا کی پرستش کرنے والے اس فلسفے کی بناء پر کہتے ہیں کہ ہم غیر خدا کی نہیں بلکہ خدا کی ہی پرستش کرتے ہیں۔ یہ جتنے اجرام، عناصر یا اجسام و اصنام ہیں ان سب میں خدا موجود ہے اسلئے یہ سب خدا ہیں۔ وہ یہ نہیں سوچتے کہ خود وہ بھی تو خدا ہے۔ تو کیا ایک خدا دوسرے خدا کی پرستش کر رہا ہے؟ یا جب دو انسان آپس میں لڑتے ہیں اور ایک دوسرے کو قتل کر دیتا ہے تو کیا اس وقت یہ کہنا درست ہوگا کہ دو خدا آپس میں لڑ پڑے اور ایک خدا نے دوسرے خدا کو قتل کر دیا۔ یا مرد اور عورت جب آپس میں محبت سے ملتے ہیں اور جواظہارِ محبت کا ظہور ہوتا ہے تو کیا اس وقت یہ کہیں گے کہ دیکھو دو خدا آپس میں اظہارِ محبت کر رہے ہیں؟

اسی طرح جو دہریے ہیں وہ اس فلسفے کی بنا پر کہیں گے کہ جب ہم خود خدا ہیں تو اپنے سوا کسی دوسرے پر ایمان لانے کے کیا معنے؟

## ہندو مذہب کا مبہم ہونا

یہی وجہ ہے کہ جب سے اپنشد کی تعلیم نے فروغ پایا ہے ہندومت یا ہندو مذہب ایک مبہم سی چیز بن کر رہ گیا ہے، اس کی کوئی منطقی تعریف ممکن نہیں۔ اس فلسفے کا ماننے والا خدا پرست بھی ہو سکتا ہے، خود پرست بھی اور منکر خدا بھی۔ چنانچہ ہندوؤں میں سانکھ نامی جو فرقہ ہے اس میں ہر مکتب خیال کے لئے گنجائش ہے۔

بارھویں صدی عیسوی کے مشہور مسلمان سیاح ادریسی نے اپنی کتاب "نزھۃ المشتاق" میں ہندو فرقوں کی کیا خوب تفصیل دی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:-

"ہندوستان کی بڑی بڑی قوموں کے ۴۲ فرقے ہیں بعض خالق کائنات کے وجود کو مانتے ہیں لیکن پیغمبروں کے منکر ہیں بعض دونوں کے منکر ہیں۔ بعض پتھر کی شفاعت کے قائل ہیں۔ بعض پتھر کو پوجتے ہیں جو تیل اور مکھن سے چپڑے ہوتے ہیں۔ بعض آگ کے پجاری ہیں۔ بعض آفتاب کی عبادت کرتے ہیں اور اس کو کائنات کا خالق و ہادی تصور کرتے ہیں۔ بعض درختوں کے آگے جھکتے ہیں۔ بعض سانپوں کی پوجا کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ ایسے بھی ہیں جو ہر عقیدے کے منکر ہیں اور کسی کی عبادت نہیں کرتے۔"

(بحوالہ مسلم ثقافت از سالک صاحب ص۲۰)

## صدر ہند کی تقریر

ابھی ہم لوگوں نے یہ خبر نہایت حیرت سے پڑھی کہ ۳۰ر نومبر ۱۹۶۶ء کو نئی دہلی میں ہمارے صدر ہند ڈاکٹر رادھا کرشنن نے "ادویت ودیا آشرم" کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے فرمایا کہ:-

"جب تک لوگ اس بنیادی حقیقت کو نہ تسلیم کریں کہ دنیا میں لائق پرستش ایک ہی خدا ہے اس وقت تک اس ودیا پر ریسرچ جاری رہنا چاہیئے۔"

(روزنامہ انقلاب بمبئی ۲۱ر نومبر ۱۹۶۶ء)

## مہاراج وٹھوبا کا مندر

تو دوسری طرف یہ خبر آئی کہ مہاراشٹر کے الیاس نگر میں پہاڑ کی چوٹی پر ایک ایسا مندر بنایا گیا ہے جس کی نظیر پورے مہاراشٹر میں نہیں تھی۔ یہ مندر "مہاراج وٹھوبا" کا ہے جو ادویت واد کے بڑے پرچارک گزرے ہیں اور جو انسان کو ذات پات اور مذہب کی تفریق سے نجات دلانا چاہتے تھے۔ آج اس مندر میں خود "وٹھوبا مہاراج" کی مورتی کی پوجا ہو رہی ہے ۲۳ر نومبر ۱۹۶۶ء کو اس کا افتتاح ہوا۔ اس موقعہ پر

وزیراعلیٰ مہاراشٹر کی دھرم پتنی اور سارلا دیوی برلا "وٹھوبا مہاراج" کے بُت کی پرستش کرتی دکھائی گئی ہیں۔

غرض یہ کہ ویدانت کے باعث "ہندومت" بالکل ایک مبہم سا مذہب ہوگیا ہے۔ اس کی کوئی معیّن تعریف ناممکن ہے۔

## ویدانت کی اہمیت

لیکن اپنشد کا یہ فلسفہ جو "ویدانت" کہلاتا ہے اس نے وید سے بھی زیادہ ہندوؤں کے ذہن، علم اور طبیعت پر اثر ڈالا ہے۔ آج ایسے ہندو بہت کم ہوں گے جنہیں وید کا خدا یاد ہوگا۔ آج اس قوم کے سارے فلسفے "فلسفۂ ویدانت" کے گرد چکّر لگاتے ہیں اور سارے ادارے اسی فلسفے کو پھیلانے میں مصروف ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ "فلسفۂ ویدانت" نے ہندو سماج کے لئے آہنی قلعہ کا کام دیا ہے۔ اگر ان کے دُور اندیش اور دانشور علماء نے یہ فلسفہ ایجاد نہ کیا ہوتا تو ہندو سماج کا شیرازہ کب کا منتشر ہوگیا ہوتا۔ شنکر اچاریہ، رامانج، اور راما نند اس فلسفے کے زبردست داعی گزرے ہیں۔ ان تینوں نے معمولی اختلافات کے ساتھ اس فلسفے کی ترویج و اشاعت میں زندگی کھپا دی۔

## شنکر اچارہ اور محمدؐ بن قاسم

جن دنوں محمد بن قاسم اپنے جوانوں کے ساتھ ہندوستان میں داخل ہو رہے تھے شنکر اچاریہ اسی فلسفے کی بنیاد پر ویدک تہذیب کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے بدھوں کے مقابل زبردست مورچہ لگائے ہوئے تھا۔ اور یہ تاریخ کی عجیب ستم ظریفی ہے کہ ایک طرف "شنکر اچاریہ" کے حملے کی تاب نہ لا کر مہاتما گوتم بدھ کے ماننے والے ہندوستان چھوڑ کر برما اور جاپان کی طرف بھاگ رہے تھے، تو ٹھیک انہیں دنوں ایک فتح نصیب، ظفر موج اور تازہ دم فوج شمال مغرب کی طرف سے ہندوستان میں داخل ہو رہی تھی جن کے پاس اپنا ایک "نظام فکر" تھا جو یقیناً "ادویت واد" سے زیادہ مستحکم و مضبوط تھا۔

لیکن اس کے باوجود "فلسفۂ ویدانت" کی تاثیر و نفوذ کی صلاحیت دیکھئے کہ اس فلسفے نے مسلمانوں کے ایک طبقے پر بھی بڑا اثر کیا اور وہ "وجودی صوفیاء" کا طبقہ ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ابوالحسین منصور حلاج ہندوستان آئے تھے۔ یہاں جوگیوں کی صحبت میں رہے اور یہ فلسفہ لیکر یہاں سے گئے لیکن دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ مسلمان صوفیاء میں یہ فلسفہ "یونانی لٹریچر" سے آیا۔ کچھ بھی ہو یہ امر ظاہر ہے کہ مسلمان اس فلسفے سے کبھی ایسے متاثر نہیں ہوئے کہ انہوں نے خدا کی صفت "وحدہٗ لاشریک لہٗ" سے انکار کیا ہو۔

## فلسفۂ ویدانت

یہ فلسفہ کیا ہے؟ اور اس کے اجزائے ترکیبی

کیا ہیں؟ ذرا اس پر غور کر لینا چاہیئے۔ تا یہ معلوم ہو کہ عقیدۂ توحید اور اس فلسفے کے درمیان کتنی موافقت یا مغائرت پائی جاتی ہے۔ بہتر ہوگا کہ میں اس جگہ اس فلسفے کے سب سے بڑے داعی شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے خیالات پیش کر دوں۔ آپ فصوص الحکم کے "کلمۂ اسماعیلیہ" میں فرماتے ہیں:۔

فلا تنظر الی الحق ۔۔۔ وتعریه عن الخلق
ولا تنظر الی الحق ۔۔۔ وتکسوه سوی الخلق
ونزهه وشبهه ۔۔۔ وکن فی مقعد الصدق
وکن فی الجمع ان شئت ۔۔۔ وان شئت ففی الفرق

ولا یلقی علیك الوحی
فی غیره ولا تلق

ترجمہ۔ خدا کو مخلوق سے الگ کر کے مت دیکھو۔ نہ خدا کو لباسِ غیریت پہنا کر دیکھو۔ اس کی صفات تشبیہی و تنزیہی پر ایمان رکھو۔ اور مقامِ صدق میں کھڑے ہو جاؤ۔ اور اگر تم چاہو تو مقامِ جمع میں ہو جاؤ یا مقامِ تفریق میں۔ اگر تو اس کا غیر ہے تو نہ تجھ پر اس کی وحی آسکتی ہے نہ اس سے ملاقات ہو سکتی ہے۔

پھر وہ "کلمۂ عیسویہ" میں فرماتے ہیں:۔

فلولاه ولولانا ۔۔۔ لما کان الذی کانا
فانا اعبد حقاً ۔۔۔ وان اللہ مولانا
وانا عینه فاعلم ۔۔۔ اذا ما قلت انسانا
فلا تحجب بانسانٍ ۔۔۔ فقد اعطاك برهانا
فصار الامر مقسوماً ۔۔۔ باياه وايانا
فكنا فيه اكواناً ۔۔۔ واعياناً وازمانا

ترجمہ۔ اگر ہم اور وہ نہ ہوتے تو جو ہوا وہ نہ ہوتا۔ بے شک ہم بندے ہیں اور اللہ ہمارا مولا ہے اور ہم اس کے عین ہیں جب ہم اپنے کو انسان کہتے ہیں۔ انسان کو حجاب نہ بنا تجھ کو خدا نے برہان دیا ہے۔ پس ہمارے اور ان کے درمیان امر مقسوم ہو گیا ہے۔ پس ہم اس کے اکوان، اعیان اور ازمان ہو گئے ہیں۔

## شمس تبریز

اگر اس جگہ میں آپ کو دوسرے وجودی صوفیاء و شعراء کے اقوال سناؤں تو آپ حیران ہو جائیں گے۔ یہ چند اشعار شمس تبریز کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں:۔

اے قوم بحج رفتہ کجائید کجائید
معشوق ہمیں جاست کجائید کجائید
معشوقِ تو ہمسایۂ تو دیوار بہ دیوار
در بادیہ برگشتہ چرائید چرائید
آناں کہ طلبگار خدا اند خدا اند
حاجت بطلب نیست شمائید شمائید

## سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

چنانچہ جب یہ مسئلہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے آیا تو آپؑ نے فرمایا کہ:۔

"وجودی مذہب حق سے دور چلا گیا

ہے۔ اس نے صفاتِ الٰہیہ کے سمجھنے
میں ٹھوکر کھائی۔"

(ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۱۱۵)

پھر آپؑ نے توضیح مرام میں فرمایا کہ:۔

"اگرچہ میں صاحبِ فصوص کی طرح
یہ تو نہیں کہتا کہ خلق الاشیاء
وھو عینھا مگر یہ ضرور کہتا ہوں
کہ خلق الاشیاء وھو کعینھا
ھذا العالم کمصباح ممرّد
من قواریر و مار الطاقۃ
العظمی یجری تحتھا ویفعل
مایرید۔ ویخیل فی عیون
قاصرۃ کانھا ویحسبون
الشمس والقمر والنجوم
مؤثرات بذاتھا ولا مؤثر
الّا ھو" (صفحہ ۵۸)

آپؑ نے محض ایک حرف "کاف" کا اضافہ کر کے پورے فلسفۂ وحدۃ الوجود کی اصلاح فرما دی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ وجودی صوفیاء نے معرفت کا ایک باریک نکتہ سمجھنے میں ٹھوکر کھائی ہے۔

## وحدۃ الوجود پر آپؑ کا ایک خط

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا "وحدۃ الوجود" پر ایک خط بھی ہے اس کا بھی مطالعہ کرنا چاہیئے۔ آپؑ نے اس میں توحید کے تین مدارج بیان فرمائے ہیں۔ ادنیٰ، اوسط اور اعلیٰ۔ اور فرمایا ہے کہ انسان "عرفانِ توحید" کے کسی مقام پر پہنچ جائے وہ آلائشِ عبدیت سے پاک نہیں ہو سکتا۔ آپؑ کی اس تحریر سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وجودیوں کے احوال "خود فراموشی" کی ایک کیفیت کا نام ہے۔ شیخ سعدیؒ کا یہ شعر کہ ؎

چوں روئے خوب او آید بیادم
فراموشم شود موجود و معدوم

آپؑ نے اس خط میں نقل فرمایا ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ یہ فلسفہ خود فراموشی کے سوا کچھ نہیں۔ اب تک وجودی صوفیاء کے جو حالات معلوم ہو سکے ہیں وہ اس پر شاہد ہیں۔

مولانا رومیؒ نے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے یہ نعرہ لگایا کہ میں ہی خدا ہوں میری عبادت کرو۔ جب جذب و دلدادگی کی یہ کیفیت دور ہو گئی تو مریدوں نے ان سے کہا کہ آپ نے ابھی یہ کہا اور یہ کہنا روا نہیں۔ تو انہوں نے فوراً جواب دیا کہ اگر میں پھر ایسا نعرہ لگاؤں تو مجھے فوراً قتل کر دو۔ خدا تو جسم و جسمانیات سے پاک ہے اور میں جسم خاکی والا ایک ادنیٰ وجود۔ مجھ کو خدا سے کیا نسبت اسلئے جب میں ایسی بات کہوں تو مجھ کو فوراً قتل کر دینا چاہیئے۔ مگر یہ کہنے کے بعد پھر وہی استغراق و محویت کا حال طاری ہوا اور وہی نعرہ لگایا۔

یہ قصہ نقل کرنے کے بعد مولانا رومیؒ اسکو ایک عاشقانہ کیفیت قرار دیکر کیا خوب کہتے ہیں ؎

عشق آمد عقلِ او آوارہ شد
صبح آمد شمعِ او بے چارہ شد
عقل سایۂ حق بود حق آفتاب
سایہ را با آفتاب او چہ تاب

اسی طرح مولانا رومیؒ نے اپنی مثنوی اور اپنی کتاب "فیہ ما فیہ" میں "انا الحق" کی جو توجیہہ کی ہے اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود فراموشی کی ایک کیفیت ہوتی ہے۔

اس فلسفے پر مولانا رومیؒ نے جو کچھ لکھا وہ بہت اہم ہے۔ چونکہ انہوں نے اپنی مثنوی میں "عقیدۂ توحید" اور "فلسفۂ وحدۃ الوجود" کے درمیان توازن برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے۔ اگرچہ خود انہوں نے اپنی مثنوی کی ابتداء ہجر و فراق کے درد انگیز احوال سے کی ہے اور فرقت زدہ بانسری کا دلفگار نالہ سنایا ہے ؎

از نیستاں چوں مرا ببریدہ اند
از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند
ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش
باز جوید روزگار وصل خویش

مگر اس کے باوجود وہ مطلقاً "انا الحق" کا نعرہ لگانا منافیٔ توحید سمجھتے ہیں۔ وہ فرعون اور منصور کے انا کا فرق بتاتے ہوئے لکھتے ہیں ؎

گفت فرعونے انا الحق گشت پست
گفت منصورے انا الحق و برست
آں انا را لعنۃ اللہ در عقب
ایں انا را رحمتِ حق اے محب

## شعراء کے قلبی واردات

اگر میں وجودی فیلسوفوں کے ان احوال کی شعراء کے قلبی واردات سے وضاحت کروں تو اس مسئلے کے سمجھنے میں بہت آسانی ہو جائے گی۔ شاعری کیا ہے؟ خود فراموشی ہی کی ایک کیفیت کا نام ہے۔ ایک اچھا شاعر اس وقت تک اشعار نہیں کہتا جب تک اس پر یہ کیفیت طاری نہیں ہوتی۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ "شعر گوئی" اور چیز ہے اور "شعر فہمی" اور چیز۔

## سقراط اور شعراء

سقراط کے ذکر میں آتا ہے کہ جب ان پر یونان کی عدالت میں مقدمہ چلایا گیا تو انہوں نے سرِ دربار شعراء سے مطالبہ کیا کہ ان میں سے ہر ایک اپنے اشعار کے مطالب بیان کرے۔ مگر وہ اس کے معقول معنی نہ بیان کر سکے۔ اس پر سقراط نے کہا کہ:-

"شعراء میں اشعار کہنے کا ملکہ اسی طرح ہوتا ہے جیسے فوٹوگرافر۔ وہ اشعار کہتے ہیں مگر ضروری نہیں کہ اُن میں اپنے کہے ہوئے اشعار سمجھنے کی صلاحیت بھی ہو۔ جیسے طاؤس اپنے پروں کی خوبصورتی قوس قزح اپنے رنگوں کی دلفریبی کی

تعریف نہیں کر سکتا۔ اسی طرح شعراء
اپنے اشعار کے معانی بیان نہیں
کر سکتے" (نگار پاکستان اکست ۱۹۶۰ء)

اس کی وجہ یہی ہے کہ شاعری بھی استغراق و خود فراموشی کی کیفیت کا نام ہے۔ شاعر اپنے خیالات کی تضمین ضرور کرتا ہے لیکن خود نہیں سمجھتا کہ ان الفاظ کے معانی میں کتنی گہرائی ہے۔ البتہ اس قاعدے سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام مستثنیٰ ہے اسلئے کہ آپ کا شمار زمرۂ شعراء میں نہیں ہوتا۔ آپ خود فرماتے ہیں ؎

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

## خود فراموشی کی کیفیت

یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ خود فراموشی کی یہ کیفیت صرف شعراء پر ہی طاری نہیں ہوتی بلکہ اشعار سننے والوں پر بھی یہی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ اشعار سننے والا نہیں کہہ سکتا کہ آخر یہ الفاظ سن کر کیوں اس پر بے چینی، بے خودی یا انفعال کی کیفیت طاری ہو رہی ہے۔ درحقیقت ان احوال کے لئے الفاظ کی بھی ضرورت نہیں۔ ہم آلاتِ موسیقی جیسے بانسری، ساز اور ستار پر محض فصلِ بہار کی دھن اور موسم خزاں کا ماتم سن کر اسی طرح متاثر ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جہاں تک انسان کے ذوقِ وجدان اور شعورِ جمالیات کا تعلق ہے وہ رمز، اشارے اور کنائے سے زیادہ محظوظ ہوتا ہے۔ اگر وہی باتیں کھول کھول کر کہی جائیں تو اس میں وہ لطف نہیں رہتا اور نہ دل اس اندازِ بیان پر رقص کرتا ہے

## وجودی صوفیاء اور مشاہدۂ حُسن

ان باتوں کا حاصل یہ ہے کہ مشاہدۂ حُسن کے وقت انسان میں استغراق و محویت کی جو کیفیت پیدا ہوتی ہے وہ خود فراموشی کی حالت ہوتی ہے۔ انسان اپنی اس حالت سے بے انتہا محظوظ ہوتا ہے اور عالمِ وارفتگی میں وہ باتیں بھی کہہ دیتا ہے جو شرعاً نادروا اور ناپسندیدہ ہوتی ہیں مگر یہ کیفیت بالکل عارضی ہوتی ہے۔ اس لئے جب ہم یہ کیفیت دُور ہونے کے بعد وجودی صوفیاء سے پوچھتے ہیں کہ خدا کی توحید کیا ہے تو وہ یہی کہتے ہیں کہ وہ "وحدہٗ لاشریک لہ" ہے۔ چنانچہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی کہا۔

او منزہ از تن و من با تنم
چوں چنیں گویم ببایدکشتنم

لیکن وہ صوفیاء جنہوں نے یہ مسئلہ فلسفیانہ رنگ میں ہمارے سامنے پیش کیا ہے ان کے خیالات کا نقطۂ مرکزی "شوقِ وصال" ہے۔ وجودی صوفیاء جو اس مقام کے طالب ہوتے ہیں ان کے غور و فکر کا انداز کچھ ایسا ہو جاتا ہے کہ وہ کائنات و خالقِ کائنات کو ایک ہی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر خالق و مخلوق کے درمیان مغائرت ہوگی تو رشتۂ محبت کیسے قائم ہوگا۔ محبت ہم جنس سے ہوتی ہے نہ غیر جنس سے۔

شیخ محی الدین ابن عربیؒ کے اس قول کا یہی مطلب ہے

ولا یلتقی علیك الوحی ؛ فی غیرہ ولا تلق

انسان حیوان کے ساتھ رشتۂ محبت قائم نہیں کر سکتا۔

## محبتِ الٰہی

دوسری طرف اسلام اِس بات پر زور دیتا ہے کہ خدا اور بندۂ مومن کے درمیان ایسی محبت ہونی چاہیئے کہ اس کی مثال دنیوی رشتوں میں بھی نہ پائی جاتی ہو۔ یہ رشتۂ محبت اسی وقت قائم ہو سکتا ہے جب خدا اور بندے دونوں ہم جنس ہوں۔ اگر غیر جنس ہونگے تو ان کے درمیان اعلیٰ کیا ادنیٰ درجے کی محبت بھی قائم نہیں ہو سکتی۔ وجودی صوفیا کے تمام اقوال و ملفوظات کی بنیاد اسی خیال پر ہے ورنہ جہاں تک عقیدۂ توحید اور اعمالِ صالحہ کا تعلق ہے ان کی شخصیت مثالی ہوتی ہے۔ وہ اس فلسفے پر ایمان رکھنے کے باوجود خدا کو اپنا آقا اور مولا سمجھ کر پورے جوش، اخلاص اور مداومت کے ساتھ اس کی عبادت کرتے ہیں۔ باقی رہیں ان کی اخلاقی تعلیمات وہ تو آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وجودی صوفیاء کو غلطی خوردہ قرار دینے کے باوجود ان کا پورا پورا ادب و احترام ملحوظ رکھا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں :-

## وجودی صوفیاء کا احترام

"میں یہ بات کھول کر کہنی چاہتا ہوں کہ ہمارا یہ حق نہیں کہ ہم اُنکو (وجودی صوفیاء کو) استہزاء کی نظر سے دیکھیں۔ نہیں نہیں وہ اہلِ عقل تھے۔ بات یوں ہے کہ معرفت کا ایک باریک اور عمیق راز تھا۔ اس کا رشتہ ہاتھ سے نکل گیا۔ یہی بات تھی اور کچھ نہیں۔ خدا تعالیٰ کے اعلیٰ تصرفات پر انسان ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ مالک الذات ہے۔ انہوں نے انسان کو ایسا دیکھا اور ان کے منہ سے ایسی بات نکلی اور ذہن ادھر منتقل ہو گیا۔

پس یہ امر بحضورِ دل یاد رکھو کہ باوصفیکہ انسان صفائے باطن سے ایسے درجہ پر پہنچتا ہے جیسا کہ ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اس مرتبہ اعلیٰ پر پہنچے کہ جہاں اسے اقتداری طاقت ملتی ہے لیکن خالق اور مخلوق میں ایک فرق ہے اور نمایاں فرق ہے اس کو کبھی دل سے دور نہ کرنا چاہیئے" (ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۱۱)

ویدک توحید کو جن سخت جان حریفوں سے مقابلہ کرنا پڑا میں نے ذرا تفصیل سے اس پر روشنی ڈالی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب کو انہیں ناموافق حالات سے دوچار ہونا پڑا۔ ہر مذہب میں

توحید کی جگہ لینے کے لئے پہلے شرک پیدا ہوا۔ پھر "فلسفہ شرک" اور فلسفہ شرک میں سب سے زبردست فلسفہ ویدانت ہی کا فلسفہ ہے مسیحیوں کی تثلیث کی بنیاد بھی اسی پر ہے۔ "مقدس" پولوس بہت بڑے ویدانتی عالم تھے اور اس فرقے سے تعلق رکھتے تھے جو "حلول شخصی" کا قائل ہے۔ البتہ اُن کے خیال میں ذرا اضطراب پایا جاتا ہے اسلئے وہ جناب یسوع مسیح کا کوئی ایک منصب متعین نہیں کر سکے کبھی انہیں خدا کہا تو کبھی خدا کا بیٹا۔

## اسلام میں خدا کا تصوّر

اب مجھے یہ بتانا ہے کہ ان مذاہب کے مقابل پر اسلام نے خدا کا کیا تصور پیش کیا ہے۔

تو واضح ہو کہ توحید کی امانت جو اللہ تعالےٰ نے انسان کے سپرد کی ہے۔ اگر اس وقت اس امانت کا کوئی محافظ ہے تو محض مذہب اسلام۔ شرک ذاتی ہو یا صفاتی، جلی ہو یا خفی، اسلام شرک کی ان تمام اقسام کا مخالف ہے۔ وہ کہتا ہے کہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ مخلوقات میں کوئی چیز خدا کی مانند نہیں ہے۔ یہ عالم خدا کے نور سے روشن ضرور ہے جیسا وہ کہتا ہے وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا۔ یا یہ کہ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ نورِ ربانی کا الگ وجود نہیں۔ اس کا وجود الگ اور مستقل ہے۔ آسمان و زمین جو اس نور سے روشن ہیں تو ویسے ہی جیسے آئینہ نورِ آفتاب سے منور ہوتا ہے اور لوہا آگ کی حرارت سے گرم ہو کر آگ کی مانند ہو جاتا ہے۔ مگر سبھی جانتے ہیں کہ آئینہ اور آفتاب اور لوہا اور آگ الگ الگ وجود ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے کو ربّ العالمین کہا ہے یعنی عالم کا پروردگار عربی قاعدے کے مطابق مضاف و مضاف الیہ میں مغایرت کا ہونا ضروری ہے۔ یعنی ربّ اور عالم اسی طرح غیر ہیں جس طرح آئینہ اور آفتاب، لوہا اور آگ۔ مگر عالم میں خدا کی صفات اخذ کرنے کی ویسی ہی قابلیت ہے جیسے آئینے میں آفتاب کی اور لوہے میں آگ کی صفت قبول کرنے کی قابلیت پائی جاتی ہے۔

لیکن ویدانتی ہندو اور وجودی صوفیاء اس تعلق کو اور ہی نظر سے دیکھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ وجود حقیقی ایک ہی ہے۔ اور وہ تمام عالم میں اسی طرح سمایا ہے جس طرح برف میں پانی ہوتا ہے۔ ہم سب دریائے وجود کے قطرے ہیں۔ اسی طرح ہر ذی روح پر خدا کا اطلاق درست ہے۔

## شیخ محب اللہ الہ آبادی اور دارا شکوہ

ایک مرتبہ شیخ محب اللہ الہ آبادی اور شہزادہ دارا شکوہ میں اس موضوع پر بڑی دلچسپ خط و کتابت ہوئی۔ لا الٰہ الّا اللہ کا مطلب دارا شکوہ نے یہ بتایا کہ یہ جتنے معبود ہیں سب خدا ہی ہیں۔ اس موضوع پر دارا شکوہ کی تصنیف "سرِّ اکبر" قابلِ مطالعہ ہے۔ یہ ایران سے شائع ہو گئی ہے۔ اس سے معلوم ہو گا کہ فلسفہ ویدانت

آریوں اور عیسائیوں میں ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کے ایک حلقے میں بھی کتنا مقبول تھا۔ ڈاکٹر اقبال نے ٹھیک کہا ہے ؎

تخم الحاد سے کہ اکبر پرورید
باز اندر فطرت دارا دمید

## گاندھی جی کے ایک قول پر تبصرہ

میں اس جگہ چاہتا گاندھی جی کے ایک قول پر بھی تبصرہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ آپ نے ایک مرتبہ "ینگ انڈیا" میں لکھا کہ :۔

"خدا کا کوئی شریک نہیں اور اس
کے سوا کچھ موجود نہیں۔ اور یہی حقیقت
تم اسلام کے "کلمہ" میں دیکھتے ہو جس پر
زور دیا گیا ہے"

گاندھی جی کا یہ کہنا کہ "اس کے سوا کچھ موجود نہیں" یہ ویدانت کا عقیدہ تو ہے اسلامی عقیدہ نہیں۔ کلمہ اسلام "لا إله إلا الله" ہے۔ لا موجود إلا الله نہیں ہے۔ صوفیاء ہر چند اس کا ورد کریں مگر یہ اسلامی عقیدہ نہیں ہو سکتا۔

قرآن مجید نے کائنات اور خالق کائنات کے درمیان ایک حدِ فاصل قائم کی ہے۔ ویدانت کا یہ نظریہ کہ خدا اور روح میں دوئی نہیں، آتما اور پرماتما ایک ہی ہیں، اسلام اس کو غلط قرار دیتا ہے۔ اسلام عرفانِ نفس کا قائل ضرور ہے مگر وہ اس کو منتہائے مقصود قرار نہیں دیتا بلکہ اس کو معرفتِ ربّ کا ایک وسیلہ کہتا ہے۔ اسلامی عقیدے کے مطابق ہر چیز میں صفتِ الٰہی کی جلوہ گری ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا
چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمالِ یار کا

چنانچہ ہم "انفس و آفاق" یعنی اسرار کائنات اور "خواصِ نفس" کو خدا شناسی کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ یہ جو کہا گیا ہے کہ ؎

کہیں ہو کے گل کھل رہے لال لال
کہیں ہو کے بلبل پھرے ڈال ڈال

اگر اس کا یہ مطلب ہے تو ہم اس کو عارفانہ شعر کہیں گے ورنہ مشرکانہ۔

## موجودات کا سجدۂ عبودیت

پھر اسلام کا دوسرا عقیدہ یہ ہے کہ کائنات کی ہر چیز خدا کی تسبیح و تقدیس میں لگی ہوئی ہے اس لئے ان میں سے کوئی چیز قابلِ پرستش نہیں۔ پرستش محض اس ذاتِ واحد کی ہونی چاہیئے جس کے آگے سارا عالم سربسجود ہے۔ قرآن مجید نے مختلف پیرائے بیان سے ان دونوں تعلیمات پر بے حد زور دیا ہے۔ وہ فرماتا ہے :۔

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ
وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ
لَآيٰتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ (پارہ ۴ ع ۱۱)

کہ آسمان وزمین کی پیدائش اور دن رات کے اختلاف میں عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔"

اسی طرح اسلام اس بات پر بہت زور دیتا ہے کہ کائنات کی تمام چیزیں خواہ وہ اجرام ہوں یا عناصر واجسام دل وجان سے خدا کی تسبیح و پاکی بیان کرتی رہتی ہیں۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے:-

۱۔ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ وَ
الْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَإِنْ
مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ
وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ
(بنی اسرائیل ۵/۱۵)

یعنی ساتوں آسمان اور زمین اور جو ان میں (بسنے والے) ہیں۔ خدا کی تسبیح کرتے ہیں اور دنیا کی ہر چیز اس کی تعریف کرتی ہوئی تسبیح کرتی ہے لیکن تم ان اشیاء کی تسبیح کو نہیں سمجھتے۔"

۲۔ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِي الْأَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ
وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (تغابن)

یعنی زمین و آسمان میں جو چیزیں ہیں خدا کی تسبیح کرتی ہیں۔ بادشاہت اور تعریف اسی کو سزاوار ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

اس جگہ ایک اور آیت پر ضرور غور کر لینا چاہیئے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ انسان اور غیر ذوی العقول کے علاوہ دیوتا اور دیویاں بھی خدا ہی کی عبادت کرتی ہیں اور یہ کہ شرکانہ عقائد فراغت و خوشحالی کے زمانے میں پھلتے پھولتے ہیں۔ جب انسان بے فکر ہو کر سمندِ خیال کو اِدھر اُدھر دوڑاتا ہے اور اسے ٹھوکریں کھانے میں لطف آتا ہے۔ وہ آیت یہ ہے:-

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ وَّ
الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝...
وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْا إِلٰهَيْنِ
اثْنَيْنِ إِنَّمَا هُوَ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ
فَإِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝ وَلَهُ مَا
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلَهُ
الدِّيْنُ وَاصِبًا۔ أَفَغَيْرَ اللّٰهِ
تَتَّقُوْنَ ۝ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ
فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ
الضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجْئَرُوْنَ ۝ ثُمَّ
إِذَا كَشَفَ الضُّرَّ إِذَا فَرِيْقٌ
مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۝ (۱۲/۱۴)

دیکھئے یہ آیات کیسے بلیغ انداز میں ویدانتی نظریے کی تردید کر رہی ہیں۔ کائنات کی کوئی چیز قابلِ پرستش نہیں بلکہ ہر چیز خدا کی تسبیح بیان کر رہی ہے۔

## ایک اور طرزِ استدلال

یہی بات قرآن مجید نے ایک اور طریق سے ذہن نشین

کرائی ہے۔ وہ کہتا ہے هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيْعًا (بقرہ) کہ اس نے زمین کی تمام چیزیں تمہارے فائدہ کے لئے پیدا کی ہیں۔ نہ اسلئے کہ اے انسانو! تم ان کی عبادت شروع کردو۔

غرض کلام اللہ اپنے حکیمانہ انداز میں بار بار یہ بات بیان کرتا ہے کہ موجودات کی کسی چیز میں الوہیت کی صفت نہیں پائی جاتی۔ قابل عبادت ایک ہی ذات ہے جو اپنی ذات و صفات میں بے مثل و یگانہ ہے۔

قرآن مجید نے خصوصیت کے ساتھ سورج اور چاند کا ذکر کیا ہے اسلئے کہ ان دونوں اجرام میں لوگوں کو سب سے زیادہ خدا کی صفات نظر آتی ہیں۔ وہ صاف کہتا ہے:۔

لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا
لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ
خَلَقَهُنَّ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ
تَعْبُدُوْنَ ٥ (حٰم سجدہ $\frac{19}{24}$)

یعنی سورج اور چاند کو سجدہ مت کرو۔ اللہ کے آگے ہی سجدہ کرو جس نے ان دونوں کو پیدا کیا ہے۔ اگر تم خدا کے عبادت گزار ہو۔

ایک جگہ اللہ تعالیٰ چند بتوں کا نام بنام ذکر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ سب صفاتِ الوہیت سے عاری ہیں۔ ان تمام آیات میں ویدانت کے نظریئے پر کاری ضرب لگائی گئی ہے۔ غور کیجئے ان آیات پر:۔

أَفَرَأَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ٥
وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرٰى ٥
أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنْثٰى ٥
تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ٥
إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوْهَا
أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَّا أَنْزَلَ
اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ إِنْ يَّتَّبِعُوْنَ
إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنْفُسُ
وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ
الْهُدٰى ٥ (النجم)

یعنی اے لوگو! کیا تم نے لات و عزیٰ اور تیسرے مناۃ پر غور کیا؟ کیا تمہارے لئے تو لڑکے ہوں گے مگر اللہ کے لئے لڑکیاں؟ یہ تو نہایت بھونڈی تقسیم ہے۔ یہ صرف نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے رکھ لئے ہیں اللہ نے ان کے بارے میں کوئی حکم نہیں اُتارا۔ یہ لوگ محض ظن اور ہوائے نفس کی پیروی کر رہے ہیں۔ اب ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت آگئی ہے۔

ان آیات کے سیاق و سباق پر غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ ان میں "ادویت واد" کی تردید کی جارہی ہے۔ فلسفہ ویدانت اتباعِ ظن اور ہوائے نفس کے سوا کچھ نہیں۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ویدانتی فلسفہ عقیدۂ توحید کے بعد پیدا ہوتا ہے اور

اس کی حیثیت ہر مذہب میں زہر آلود بدعت کی سی ہوتی ہے۔
اس فلسفے کی بنا پر جن لوگوں نے انسان کو "ابن اللہ" کا مقام دیا خدا نے انہیں بھی غلط کار بتایا ہے۔ اس کی تعلیم یہ ہے کہ:۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ (اخلاص)

## خدا کا تصور اثباتی رنگ میں

اس کے علاوہ قرآن مجید نے مثبت انداز میں خدا کا جو تصور پیش کیا ہے وہ یہ ہے۔

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ
(بقرہ)
اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ (بقرہ)
قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (الاخلاص)

اسی طرح بعض مذاہب میں دیویوں اور دیوتاؤں کو خدا کی بیٹی یا بیٹا ماننے کا جو عقیدہ پایا جاتا ہے اس کی وہ سورۃ اخلاص میں تردید کرتا ہے اور دوسری جگہ کہتا ہے کہ:۔

مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا (۱۱/۲۹)
"خدا نے کسی کو اپنی بیوی، اپنی بیٹی یا بیٹا نہیں بنایا۔"

قرآن مجید میں اس مضمون کی بہت سی آیات ہیں جن کا ماحصل یہ ہے کہ اسلام خدا کا جو تصور پیش کرتا ہے وہ ایسا خدا ہے جو اپنی ذات و صفات میں بے مثل یگانہ اور یکتا ہے۔ وہ "وید مقدس" کے قول کے مطابق एकमेवाद्वितीयम् یعنی "وحدہٗ لاشریک لہٗ" ہے۔ اور انجیل یوحنا کے قول کے مطابق وہ خدائے واحد و برحق ہے۔

قرآن مجید میں خدا کی پچاسی صفات بیان کی گئی ہیں۔ ان کے علاوہ چند تشبیہی صفات ہیں وہ صرف ہم کو سمجھانے کے لئے ہیں۔ جیسے خدا کا ہاتھ۔ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ، خدا کا چہرہ۔ وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ۔ ان صفات کے متعلق ہم حضرت امام مالکؒ کی طرح کہتے ہیں کہ اليد معلومة والكيفية مجهولة والايمان بها واجب۔ یا یہ کہ ہاتھ سے مراد خدا کی قدرت اور وجہ سے مراد خدا کا دین و عزت ہے۔

## طریق عبادت

اس جگہ بعض کم فہموں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ جب خدا بے مثال ہے تو اس کی عبادت کیسے کی جا سکتی ہے اور اس خدا کو ہم کیسے پا سکتے ہیں؟ تو واضح ہو کہ اسلام کے نزدیک خدا کو پانے کے جو طریقے ہیں وہ یہ ہیں:۔

دعا، تدبر و فکر، مجاہدہ و ریاضت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ادعونی استجب لکم

تم مجھ کو پکارو میں تمہاری پکار کا جواب دوں گا۔ پھر فرمایا اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ یعنی جب دعا کرنے والا مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا کا جواب دیتا ہوں۔

پھر وہ کہتا ہے :-

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (۱۱/۴)

جو اللہ کو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر یاد کرتے ہیں اور آسمان و زمین کی تخلیق پر غور کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! تو نے یہ بے فائدہ پیدا نہیں کیا۔ تیری ذات پاک ہے۔ پس تو ہم کو عذابِ جہنم سے بچا۔"

اسی طرح وہ فرماتا ہے کہ :-

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ۔ (۳/۲۱)

جو ہمارا عرفان حاصل کرنے کے لئے مجاہدہ کرے گا ہم اس کو اپنا راستہ دکھائیں گے۔"

اسلام میں نماز کے اہتمام کا جو حکم دیا گیا ہے اس کی وجہ یہی ہے۔ نماز دراصل دعا، تفکر و تدبر اور مجاہدہ و ریاضت کا ایک کامل نصاب ہے۔

نماز کے علاوہ اسلام نے مسلمانوں کو اور جتنے احکام دیئے ہیں ان میں خدا کی توحید، عظمت اور کبریائی کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اسلام میں کوئی مقام ایسا نہیں آتا کہ انسان خدا کی پرستش کرتے کرتے غیر خدا کی پرستش کرنے لگے۔

اسلام کو یہ برکت محض اسلئے حاصل ہوئی ہے کہ اس نے خدا کا جو تصور پیش کیا ہے وہ عوارض شرک سے بالکل پاک و صاف ہے۔ وہ خدا کو واحد یگانہ اور بے مثال کہتا ہے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ اس وقت روئے زمین پر کوئی خدا کا صحیح تصور پیش کرتا ہے یا توحید کی امانت کس کے سینے میں محفوظ ہے تو وہ صرف اسلام ہے تو یہ کہنا بجا ہوگا ۔


## تفہیماتِ ربانیہ

اس جامع اور مفید کتاب میں اختلافی مسائل کے دلائل جمع کر دیئے گئے ہیں اور غیر احمدی علماء کے جملہ اعتراضات کے جواب دیئے گئے ہیں۔ صرف معدودے نسخے باقی ہیں۔ حجم ۸۲۵ صفحے سائز ۲۰×۲۶/۸ ۔ قیمت سفید کاغذ گیارہ روپے اخباری کاغذ آٹھ روپے علاوہ محصول ڈاک۔ (مینجر الفرقان ربوہ)

# مذہبی جماعتوں کا طرۂ امتیاز

## سادہ اور غربت کی زندگی

(مکرم لئیق احمد صاحب طاہر شاہد)

ہمارے سید و مولا حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے دولت و تونگری پر غربت اور فقر کو ترجیح دی ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس دنیائے آب و گل کی ایک ایک چیز ہمارے حضورؐ کے لئے پیدا کی۔ حدیث قدسی میں ہے لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ کہ اگر سرورِ کونینؐ کو پیدا کرنا نہ ہوتا تو میں یہ زمین و آسمان ہی پیدا نہ کرتا لیکن ہمارے حضورؐ نے اس دنیوی مال و زر کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ بلکہ "اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ" کا طرۂ امتیاز اپنے لئے پسند فرمایا۔ آپؐ کو معلوم تھا کہ دنیا کی رنگینیاں اُمت کو برباد کر دیں گی اسی لئے آپؐ نے یہ اُسوہ حسنہ پیش فرمایا کہ خدا کی محبت حاصل کرنا چاہتے ہو تو دنیوی مال و منال سے دستکش ہو کر دولتِ رضائے الٰہی سے مالا مال ہو جاؤ اور اپنے نفسوں میں ایسا غنا پیدا کرو کہ یہ دنیا کی حقیر چیزیں تمہیں اپنی طرف مائل ہی نہ کر سکیں۔

اہلِ مکہ نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کی کہ آپ اپنے دعویٰ نبوت سے دستبردار ہو جائیں تو ہم دنیا جہان کی دولت آپ کے قدموں پر نچھاور کر دیں گے، دنیا کی حسین ترین دوشیزائیں آپ کی نذر کریں گے، عرب کی باگ ڈور آپ کو سونپ دیں گے لیکن حضورؐ نے ان چیزوں کو پر کاہ کے برابر بھی حیثیت نہ دی۔

ہجرت کے بعد فتوحات کے نتیجہ میں کروڑوں روپیہ کا مالِ غنیمت مسلمانوں کو ملا لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کثیر مال و دولت میں سے بھی اپنے لئے کچھ نہ رکھا اور حضرت عائشہؓ صدیقہ کی روایت کے مطابق بعض اوقات حضورؐ کے گھروں میں دو دو ماہ تک آگ نہ جلتی بلکہ جو ہدیہ دودھ یا کھجور وغیرہ کی صورت میں حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا جاتا اُسی پر بسر اوقات ہوتی۔

لباس کی یہ حالت تھی کہ ہمارے اس غمخوار نبیؐ نے اپنی جان کو نہایت مشقت میں مبتلا کر رکھا تھا۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے بڑے الحاح سے گزارش کی کہ حضور! ذرا اپنے جسمِ مطہر پر تو نظر دوڑائیے چٹائی پر لیٹنے کی وجہ سے جسم پر نشان پڑ گئے ہیں آپ اپنے لئے کوئی نرم بستر بنا لیجئے۔ حضور! قیصر و کسریٰ جیسے دشمنانِ دین تو نرم گدیلوں پر آرام کرتے ہیں لیکن آپ جو کون و مکان کے شہنشاہ ہیں اس قدر تکلیف برداشت فرما رہے ہیں۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا انسان

کی مثال اس دنیا میں اُس مسافر کی سی ہے جو کسی درخت کے نیچے تھوڑی دیر کے لئے سستانے کے لئے ٹھہر گیا ہو اور پھر آگے روانہ ہو جائے۔

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تمام تکالیف محض اُمت کی غمخواری میں برداشت کیں۔ آپؐ کا درد مند دل مسلمانوں کے درد و غم کو دیکھ کر تڑپنے لگتا تھا۔ بھلا اس حالت میں آپؐ کس طرح چین سے زندگی بسر کر سکتے تھے۔ کیا کوئی ماں جس کا لختِ جگر زخموں سے چُور چُور ہو اور درد و الم سے کراہ رہا ہو سُکھ کی نیند سو سکتی ہے؟ یہی حالت ہمارے حضورؐ کی تھی بلکہ اس سے بھی بہت بڑھ کر کیونکہ کسی ماں کے دو چار بچے ہی اس کو بے چین کرنے کا موجب بنتے ہیں لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کا درد بٹانا پڑا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ
حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ
رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ○

(توبہ آیت ۱۲۹)

یعنی تمہاری تکالیف اس رسولؐ پر بہت شاق گزرتی ہیں اور یہ تمہاری خیر خواہی کا بہت خواہاں ہے اور مومنوں سے بہت مہربانی اور رحمت کا سلوک کرتا ہے۔

حضورؐ کی اُمت میں سے کروڑوں لوگوں نے فقر کو اپنا سرمایۂ فخر بنا لیا اور سادہ زندگی بسر کی۔

اسلام یہ نہیں کہتا کہ تم ہمیشہ ردّی کھانے کھاؤ اور اس دنیا سے کچھ تعلق نہ رکھو بلکہ یہ کہتا ہے اس دنیا میں رہتے ہوئے محض خدا کی خاطر اور اس کے دین کی خاطر سادہ زندگی بسر کرو۔ اس کی نعماء سے فائدہ بھی اٹھاؤ مگر نہ اس قدر کہ خدا کو بھول کر اس کی نعمتوں میں ہی محو ہو جاؤ۔ دنیا کی رنگینیاں انسانی قلب پر زنگ لگا دیتی ہیں اور انسان مشقت برداشت کرنے سے جی چرانے لگتا ہے۔ اور دوسری طرف اسلامی عبادات اس بات کا مطالبہ کرتی ہیں کہ انسان پُرمشقت زندگی بسر کرے تا ہر حال میں خدا تعالیٰ پر اس کی نظر رہے۔ نمازیں، روزے، زکوٰۃ، حج اور قربانیاں وغیرہ سب یہی سبق دیتی ہیں کہ خدا کو پانے کے لئے پہلے خود موت قبول کرنی پڑتی ہے اور یہی موت ہے جس سے دائمی زندگی میسر آتی ہے۔

اس زمانہ میں جبکہ مادیت زوروں پر ہے دنیا میں لہو و لعب کے سامان اس کثرت سے ہیں کہ انسان بہت جلد ان کا شکار ہو سکتا ہے۔ مومنوں کا فرض ہے کہ وہ اپنی زندگیوں، رہن سہن میں، کھانے پینے میں اور لباس میں سادگی اختیار کریں۔ سیدنا حضرت فضل عمرؓ فرماتے ہیں:۔

"اب مَیں اس تحریک (تحریک جدید) کی بعض دوسری باتوں کو لیتا ہوں۔ مَیں نے جماعت کو سادہ زندگی اختیار کرنے کو کہا ہے اور سادہ زندگی بسر کرنا فرض نہیں نفل ہے یعنی جو چاہے

اختیار کرے اور جو چاہے نہ کرے
مگر میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس
کے بغیر جماعت میں قربانی کا صحیح مادہ
کسی صورت میں پیدا نہیں ہو سکتا اور
نہ روحانیت کا اعلیٰ مقام حاصل
ہو سکتا ہے۔ اور اگر تم سمجھو کہ اس
کے بغیر تم روحانیت کا مقام حاصل
کر لو گے تو یہ نفس کو دھوکہ دینے والی
بات ہے۔" (تقریر جلسہ سالانہ
فرمودہ ۲۶ دسمبر ۱۹۲۵ء)

حقیقت یہ ہے کہ پُر تکلف زندگی نہ صرف دین کو بلکہ دنیا کو بھی برباد کر دیتی ہے۔ عموماً غرباء ہی دین کی خدمت کے لئے آگے آتے ہیں اور بھاری قربانیاں پیش کرتے ہیں۔ حضورؓ فرماتے ہیں:۔

"یاد رکھو انبیاء کے ابتدائی
زمانہ میں پُر تکلف زندگیاں انسان کے
ایمان کو تباہ کر دیا کرتی ہیں اس لئے
جہاں تک ہو سکے کوشش یہ ہونی
چاہیئے کہ تمہارا روپیہ اچھے کاموں
میں خرچ ہو۔ تم اپنی جائیدادیں بڑھاؤ،
غریبوں کی ہمدردی کرو، اشاعتِ
احمدیت کرو مگر کھانے پینے اور
پہننے میں بنئے کے سے بخل کی وجہ سے
نہیں بلکہ مومن کی سی سادگی کی وجہ سے
تمہارا وہی حال ہونا چاہیئے جو ایک
بنئے کا ہوتا ہے۔ سادہ زندگی کی وجہ
سے کئی نیک تحریکات ہوتی ہیں جن
میں انسان حصہ لے سکتا ہے۔"
(تقریر جلسہ سالانہ ۲۲ دسمبر ۱۹۲۵ء)

اگر ہم سادہ زندگی اختیار کریں تو دین کی خاطر زیادہ قربانی کر سکیں گے لیکن اگر ہم مغربی تمدن کی اتباع میں خود بھی پُر تکلف زندگی بسر کرتے رہیں تو ظاہر ہے ہم خدا کے دین کے لئے باوجود خواہش کے کچھ بھی پیش نہیں کر سکتے۔ ہماری مذہبی تعلیم ہمیں یہی سکھاتی ہے کہ ہمیں غربت و امارت کا امتیاز مٹانا چاہیئے اور اسلامی تعلیمات کے مطابق نہ کہ اشتراکیت کے اصولوں پر عمل کرتے ہوئے آپس میں اتحاد پیدا کرنا چاہیئے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:۔

"مذہبی جماعتوں میں کبھی غربت و
امارت کا امتیاز نہیں ہوتا اور اگر ہو
تو وہ مذہبی جماعت نہیں کہلا سکتی۔
..... یہ نقص تبھی دور ہو سکتا ہے
جب امارت اور غربت کے ظاہری
امتیاز کو ہم مٹا دیں۔ ..... غربت
اور امارت کے امتیاز کو جب تک
ہم نہ مٹا دیں اس وقت تک جماعت
متحد طور پر کام نہیں کر سکتی۔ مثلاً ایک
کھانا کھانے اور سادہ لباس پہننے
میں یہ بھی حکمت ہے۔ گو اور بھی اس
میں حکمتیں ہیں مگر ایک حکمت یہ بھی ہے

کہ اس طرح امارت اور غربت کا
امتیاز جاتا رہتا ہے۔"
(تقریر جلسہ سالانہ ۲۷ دسمبر ۱۹۳۵ء)

اپنی طاقت مجتمع رکھنے اور مغربی تمدن سے محفوظ رہنے سے متعلق حضورؓ فرماتے ہیں:-

"مغربیت کے حملہ کی ایک
صورت پُر تکلف زندگی بھی ہے
اس سے وہ ہمارے اندر گھُن
لگا رہا ہے۔ اور ہم جس قدر اس
سے دُور رہوں گے اسی قدر اپنی
طاقت کو بچا سکتے ہیں۔ کپڑوں کا
اچھا ہونا اور سر کا بنانا بھی ایک
حد تک جائز ہے۔ مگر رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صفائی
اور قلبی صفائی کا کیا لطیف رنگ
میں مقابلہ کیا ہے۔ فرمایا کئی لوگ
ایسے ہوتے ہیں جن کے سر کے
بال بکھرے ہوتے ہیں اور ان
کے چہروں پر مٹی پڑی ہوتی ہے
لیکن اگر وہ کسی بات پر قسم کھالیں
تو خدا تعالیٰ نہیں صبر کرتا جبتک
اُسے پُورا نہ کرے تو ہمارے
لئے خصوصاً ایسے وقت میں جبکہ
جنگ عظیم کے لئے ہم تیاری
کر رہے ہیں ایسا موقعہ کہاں
ہے کہ ان باتوں کے پیچھے پڑیں۔"
(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۶ء
صـ ۳۳-۳۴)

خدا تعالیٰ ہم احمدیوں کو توفیق دے کہ ہم اسلام کی خدمت کرنے کے لئے سادہ زندگی بسر کر سکیں، اور سیدنا حضرت فضل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خواہش کے مطابق اسلام کی جنگِ عظیم میں اپنے اموال اور نفوس قربان کر دیں۔
آمین اللّٰھم آمین +

---

نقد و نظر

## نئی کتابیں

نوٹ:- تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔

۱- **بُرہانِ ہدایت**:- مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر نے برہانِ ہدایت کے نام سے مفید مجموعہ شائع فرمایا ہے۔ پونے چار صد صفحات کی اس کتاب میں مؤلف نے بہت سے بزرگوں اور صحابہ کے واقعات جمع کر دیئے ہیں جو انہیں دورانِ تبلیغ پیش آئے مجموعی طور پر یہ کتاب قابلِ دید ہے کاغذ اعلیٰ ٹائٹل خوشنما قیمت پانچ روپے۔ ملنے کا پتہ (۱) رحمانیہ منزل بلاک بی ڈیرہ غازیخاں (۲) گرین لینڈ بکسٹور گولبازار ربوہ۔

۲- **اسلامی نماز**:- نماز کے مسائل اور طریق پر مشتمل ایک مفید رسالہ مکرم مولوی محمد اجمل صاحب شاہد ایم اے کراچی نے شائع فرمایا ہے۔ بہت سی ضروری معلومات اس میں جمع کر دی گئی ہیں۔ ربوہ کے تمام مکتبوں کے علاوہ مکتبہ احمدیہ احمدیہ ہال کراچی سے مل سکتا ہے۔ (باقی پھر)

قسط ۲

# مسئلہ صحت اور طبِ اسلامی

(ہومیو پیتھک ڈاکٹر جناب راجہ نذیر احمد صاحب ظفر)

## تین بنیادی اصولوں کا خلاصہ

گزشتہ بحث میں مَیں نے کہا تھا کہ آجکل مسئلہ صحت نے جو سنگین صورت اختیار کر لی ہے اس کا حل صرف اور صرف طبِ اسلامی پیش کرتی ہے۔ جہاں تک مجھے علم ہے "طبِ اسلامی" کی جامع و مانع تعریف آج تک کسی نے نہیں کی تاہم گزشتہ بحث سے یہ بات ثابت ہے کہ طبِ اسلامی کم از کم ان تین بنیادی اصولوں پر قائم ہونی چاہیئے۔

**اوّل:** یہ کہ علاج معالجہ کا سارا ڈھانچہ مضبوط، محکم اور پائیدار قوانین قدرت پر قائم ہو۔ گویا طبِ اسلامی کا اصل الاصول (اسلامی نظام حیات کے دیگر تمام شعبوں کی طرح) اَصْلُهَا ثَابِتٌ ہے یعنی اس کی جڑ اور بنیاد ثابت اور راسخ ہونی چاہیئے۔

**دوم:** یہ کہ اسلامی طب میں ارتقاء کا زبردست رجحان پایا جانا چاہیئے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور سُنّت سے ثابت ہے اس کی وسعت فَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ کا منظر پیش کر رہی ہو اور اس کا دوام تُؤْتِيْ أُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا کا مصداق ہو۔

**سوم:** طبِ اسلامی کی اس گہرائی اور گیرائی سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کے لئے ضروری ہے کہ کسی بھی مرض کو لاعلاج قرار نہ دیا جائے بلکہ تحقیق و تجسس کی بنیاد اس یقین پر ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی کوئی بیماری پیدا نہیں کی جس کا علاج اس نے پیدا نہ کیا ہو جیسا کہ حدیث مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔

## مروجہ طریقہ ہائے علاج کا جائزہ

اب مذکورہ بالا تینوں بنیادی اصولوں کی روشنی میں آجکل کے مروجہ طریقہ ہائے علاج کا ایک سرسری جائزہ لینے سے واضح ہو جائیگا کہ ان میں سے کون کونسا طریقہ علاج کس حد تک طبِ اسلامی کے اصولوں کے مطابق یا مخالف چل رہا ہے۔

**ایلوپیتھی** مشہور مشہور طریقہ ہائے علاج جو آج کل رائج ہیں ان میں سے ایلوپیتھی (طبِ مغرب) سرِفہرست ہے۔ جہاں تک طبِ اسلامی کے پہلے اصول کا تعلق ہے کہ اس کی بنیاد واضح اور ٹھوس قوانین فطرت پر ہونی چاہیئے۔ یہ طریقہ علاج اس کسوٹی پر پورا نہیں اترتا۔ بظاہر ایلوپیتھی کی بنیاد "علاج بالضد" کے اصول

پڑ رہے یعنی ایک قسم کی بیماری کو دُور کرنے کیلئے دوا وغیرہ کے ذریعہ اُس بیماری کے برعکس اور مخالف ایک اَور بیماری یا کیفیت جسمِ انسانی میں پیدا کی جاتی ہے مثلاً اسہال دُور کرنے کیلئے قبض پیدا کرنیوالی ادویات دی جاتی ہیں۔ اور قبض کو دُور کرنے کیلئے اسہال پیدا کرنیوالی ادویات دی جاتی ہیں۔ اسی طرح گرمی کے اثر سے پیدا ہونیوالی امراض میں مریض کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور سردی کے اثر سے پیدا ہونے والی امراض میں مریض کو گرمایا جاتا ہے۔

جہاں تک علاج بالضِدّ کے اصول کا تعلق ہے اس کی افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن طبِّ مغرب نے جس رنگ میں اور جس حد تک اس کا استعمال کیا ہے اور کر رہی ہے اسے کسی صورت بھی جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ "علاج بالضِدّ" کا اصول ایک عام ذہن کو بظاہر بہت دلکش لگتا ہے لیکن تجربہ نے ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ اس اصول کا اس کثرت سے جائز و ناجائز استعمال محض انسان کی عجلت پسندی کا نتیجہ ہے۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ کَانَ عَجُوْلًا۔

انسان کی یہ ایک فطری کمزوری ہے کہ وہ وقتی سکون اور فائدہ کی خاطر مستقبل کے بڑے بڑے فوائد اور خطرات کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ زید کا ہاتھ جل گیا اُس نے فوراً اُسے ٹھنڈے پانی میں ڈبو کر تسکین حاصل کر لی۔ یہ ردِّ عمل فوری سکون حاصل کرنے کا نتیجہ تھا۔ بعد میں جب جلے ہوئے ہاتھ پر چھالے اُبھرے اور جلد گلنے لگی تو اُسے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ زید کے بیٹے بکر کا ہاتھ جل گیا تو وہ اُسے دوبارہ آگ کے قریب رکھ کر آہستہ آہستہ اُسے پیچھے کھینچ رہا تھا۔ ہاتھ آہستہ آہستہ ٹھنڈا ہوا۔ آبلے کم پڑے اور جلد تھوڑے عرصہ میں ٹھیک ہو گئی۔ یہ علاج طبعی میلان کی بجائے تجربہ اور عقل کی روشنی میں کیا گیا تھا۔ یہ علاج بالضِدّ نہ تھا علاج بالمثل تھا۔

چند سال ہوئے شدید گرمی کے موسم میں ایک مریض کو دیکھنے کا اتفاق ہوا جو ڈبل نمونیہ میں مبتلا تھا۔ شدید گرمی میں ربوہ جیسے مقام پر ڈبل نمونیہ کا کیس؟ سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا۔ مریض تو بے ہوش پڑا موت کا انتظار کر رہا تھا لیکن اس کے اقرباء نے بتایا کہ اسے گرمی لگ گئی تھی اسلئے برف کے ذریعہ اُس کو ٹھنڈک پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ مرنا تو ہر ایک نے ہے اور وہ مریض بھی مر گیا لیکن کاش وہ اپنے "علاج" سے مرنے کی بجائے اپنی بیماری سے مرا ہوتا۔

یہ تو خیر فوری اور شدید امراض میں "علاج بالضِدّ" کے نقصانات کا سرسری تذکرہ تھا۔ پرانی اور مزمن امراض میں علاج بالضِدّ سے جس قدر نقصان دنیا کو پہنچا اور پہنچ رہا ہے اگر اس کے اعداد و شمار جمع کئے جائیں تو مجھے یقین ہے کہ بنی نوعِ انسان سے سچی ہمدردی رکھنے والے معالج آئندہ کیلئے پرانے مریضوں کا علاج بالضد طریق سے کرنا چھوڑ دیں۔

قبض کی مثال ہی لے لیں اگر کوئی ایسا شخص جس کا نظامِ ہضم بالکل درست اور صحیح کام کر رہا ہو ثقیل اور قابض چیزیں کھا کر وقتی طور پر قبض میں مبتلا ہو جائے اور اسے کوئی مسہل دوا دی جائے تو گویا ایک قسم کی بیماری (قبض) کے

بعد دوسری قسم کی بیماری (اسہال) میں مبتلا ہوکر بالآخر وہ صحتیاب ہوجائیگا لیکن پرانی قبض میں یہ نسخہ کامیاب نہیں ہوگا بلکہ اُلٹا قبض کو بڑھا دیگا۔ آپ پُرانی قبض کے کسی مریض سے پُوچھ دیکھیں اسکی بیماری کے مستقل صورت اختیار کرنیکی وجہ عموماً یہی ہوگی کہ اسکی قبض کو دُور کرنے کے لئے بار بار مسہل اور ملین ادویات استعمال کی گئیں نتیجۃً وہ ان کا اسقدر عادی ہوگیا کہ بغیر دوا یا حُقنہ کے اس کو رفع حاجت ہونا مشکل ہوگیا۔ قریباً یہی حال علاج بالضد کا تمام پُرانی امراض میں ہے۔

نتائج اچھے ہوں یا بُرے لیکن علاج بالضد کے اصول پر عمل کرتے ہوئے مغربی طب کم ازکم با اصول تو رہتی ہے۔ اس طب کی تباہ کاریاں وہاں بہت زیادہ نمایاں ہیں جہاں یہ علاج بالضد کے اصول کو بھی نظرانداز کرکے ہر وہ طریقہ اختیار کرنے لگ جاتی ہے جس سے کم ازکم مریض اور اس کے لواحقین کو کچھ تسلی ہو خواہ اس کے نتیجہ میں مرض لاعلاج اور مریض قریب المرگ ہی کیوں نہ ہوتا چلا جائے۔ مثلاً ہر قسم کے اعصابی دردوں اور گُردے اور پتے وغیرہ کی دردوں میں اسپرین اور مارفیا وغیرہ قسم کی مسکن ادویات کا استعمال کسی بھی اصول کے ماتحت نہیں آتا لیکن اسکے باوجود اس قسم کی سکون آور ادویہ کا استعمال ڈنکے کی چوٹ کیا جاتا ہے۔ مرض بڑھ رہا ہوتا ہے مریض اندر سے کھوکھلا ہوتا چلا جاتا ہے مگر سکون آور دواؤں کے ذریعہ درد اور احساسِ مرض کو مسلسل دبایا جاتا ہے حتّٰی کہ مریض بالکل لاعلاج ہوجاتا ہے اور انجام موت کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

درد اور احساسِ مرض کو مٹانا ایسا ہی ہے جیسے کوئی ستم ظریف شکستہ سڑک پر لگے ہوئے خطرے کے نشان کو وہاں سے ہٹا کر مسافروں کو یہ باور کرانے کی کوشش کرے کہ اب کوئی خطرہ باقی نہیں رہا۔ اگر خطرہ دُور کرنا ممکن نہ ہو تو سُرخ جھنڈی کا ہٹا دینا خطرے کے علم و احساس کو تو کم دے گا لیکن مسافروں اور گاڑیوں کی تباہی کے امکانات بہت بڑھ جائیں گے۔ درد اور احساسِ مرض قدرت نے خطرے کے نشان کے طور پر ہر بیماری کے ساتھ لگا دیا ہے۔ یہی تکلیف دہ احساس مریض کو علاج کرانے پر مجبور کرتا اور معالج کے علاج میں رہنمائی کرتا ہے ـــــ پھر مسکن ادویات کے اس اندھا دھند استعمال کا کیا جواز باقی رہ جاتا ہے؟

(باقی)

تحریک جدید آپ کی محبوب تحریک ہے
کیونکہ
اس کے ذریعہ دنیا بھر میں تبلیغ اسلام ہو رہی ہے۔
ماھنامہ تحریک جدید
آپ کا محبوب ماہنامہ ہے کیونکہ یہ آپ کو بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کی تفاصیل سے آگاہ کرتا ہے
سالانہ چندہ صرف ڈیڑھ روپیہ یعنی دو آنے فی کاپی - !!
اسے خود بھی پڑھیئے اور دوسروں کو بھی پڑھائیے
(مینجنگ ایڈیٹر)

# الفردوس

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ہے

الفردوس

۸۵- انارکلی- لاہور

# رشید آئل ککرز

بلحاظ

خوبصورتی، مضبوطی، تیل کی بچت

اور

افراط حرارت

دنیا بھر میں

بہترین ہیں

اپنے شہر کے ڈیلر

سے

طلب فرمائیں

رشید اینڈ برادرز

ٹرنک بازار سیالکوٹ

## مفید اور مؤثر دوائیں

## تریاق اٹھراء

اٹھراء کے علاج کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی بہترین تجویز جو نہایت عمدہ اور اعلیٰ اجزاء کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے

اٹھراء: بچوں کا مُردہ پیدا ہونا یا پیدا ہونے کے بعد جلد فوت ہو جانا یا چھوٹی عمر میں فوت ہونا یا لاغر رہنا، ان تمام امراض کا بہترین علاج ہے۔

قیمت :- پندرہ روپے

## نورِ نظر

اولادِ نرینہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی بہترین تجویز جس کے استعمال سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے لڑکا ہی پیدا ہوتا ہے۔

مکمل کورس :- پچیس روپے

**خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ**

## عمارتی لکڑی

ہمارے ہاں

عمارتی لکڑی - دیار، کیل، پڑتل، چیل

کافی تعداد میں موجود ہے

ضرورتمند اصحاب

ہمیں خدمت کا موقع دیکر مشکور فرمائیں!

★ گلوب ٹمبر کارپوریشن

۲۵- نیو ٹمبر مارکیٹ لاہور، فون نمبر ۶۲۶۱۸

★ سٹار ٹمبر سٹور

۹۰- فیروزپور روڈ- لاہور

★ لائلپور ٹمبر سٹور

راجباہ روڈ- لائلپور- فون نمبر ۳۸۰۸


(طابع و ناشر ابو العطاء جالندھری ؛ مطبع- ضیاء الاسلام پریس ربوہ ؛ مقام اشاعت- دفتر الفرقان ربوہ)

# وصایا

نوٹ:- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل حسب قاعدہ شائع کی جاری ہیں کہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر بمعہ ضروری تفصیل سے آگاہ فرمادیں (۲) جو وصایا کو نمبر دیئے گئے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں بلکہ مسل نمبر ہیں۔ وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری کے بعد دیئے جائیں گے۔ وصیت کنندگان، سیکرٹریان صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ فرمالیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

- مسل ۱۸۴۷۸ / ۲۴/۷/۶۶ میں نسیم الرحمٰن ولد چوہدری طفیل محمد خانصاحب قوم راجپوت عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی ساکن ریلوے کالونی خانیوال ڈاکخانہ خانیوال ضلع ملتان صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۴/۶/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ مجھے بذریعہ سرکاری ملازمت ۱۸۰/- روپے ماہوار رہی ہے میں اپنی اس ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی اور ذریعہ پیدا ہو جائے تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت جو کہ میری زندگی کی آخری وصیت ہے ہر حالت میں قائم رہیگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ ہوگی۔ (شرح اوّل ۵۰۔۱۲ روپے) العبد نسیم الرحمٰن بقلم خود ریلوے کالونی خانیوال ضلع ملتان گواہ شد [illegible] احمد وصیت نمبر ۱۵۵۷ [illegible] خانیوال۔ گواہ شد [illegible] صدر جماعت احمدیہ خانیوال۔

- مسل ۱۸۴۸۱ / ۲۲/۶/۶۶ میں سید منظر علی ولد عبدالغنی قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر [illegible] سال پیدائشی احمدی ساکن راولپنڈی ڈاکخانہ خاص ضلع خاص صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۲/۶/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت مبلغ ۵۰۰ روپے ماہوار ہے میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے۔ (۱) زرعی زمین [illegible] ضلع سیالکوٹ میں ہے [illegible] میرا حصہ [illegible] مرلے بنتا ہے جسکی موجودہ قیمت ۴۰۰/- روپیہ ہے۔ (۲) اسکے علاوہ ایک مکان پختہ اور خام واقع [illegible] ضلع گورداسپور مشرقی پنجاب بھارت میں تھا جسکی مالیت ۸۰۰/- روپے تھی۔ (۳) ایک مکان خام جو کہ ۲۵۰/- روپے [illegible] تھا یہ مکان [illegible] ضلع گورداسپور مشرقی پنجاب میں تھا۔ ان دونوں مکانوں میں ہم تین بھائی اور پانچ بہنیں [illegible] کلیم [illegible] ہے کلیم منظور ہونے پر دفتر مجلس کارپرداز کو اطلاع کرونگا۔ میں اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت یکم جون ۶۶ء سے منظور فرمائی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ (شرح اوّل [illegible] روپے) العبد سید منظر علی ۹۰۲ سیٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی۔ گواہ شد سید مقبول احمد بیت الاسلام امیر جماعت راولپنڈی ۲۲/۶/۶۶۔ گواہ شد سید مبارک احمد [illegible] سیکرٹری وصایا جماعت راولپنڈی ۲۲/۶/۶۶۔

- مسل ۱۸۴۸۵ / ۲۴/۵/۶۶ میں چوہدری بشیر احمد ولد [illegible] فضل دین قوم اعوان پیشہ انجن مکینک عمر ۴۰ سال بیعت ۱۹۴۹ء ساکن میانوالی ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۰/۵/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے (۱) گھڑی ایک عدد مالیتی تین صد روپیہ (۲) سائیکل ایک عدد مالیتی ایک صد روپیہ (۳) متفرق گھریلو سامان چھ صد روپیہ۔ میزان ۱۰۰۰/- روپیہ۔ میں اپنی اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم بطور حصہ وصیت صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کروں یا جائیداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ اگر اسکے بعد میں کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی (۴) میرا گذارہ اس جائیداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ مبلغ پچاس روپے ماہوار ہے جو بذریعہ انجن مکینک ہوتی ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا رہونگا۔ (شرح اوّل ۱/- روپیہ) العبد بشیر احمد ملیانوالہ پ۔و۔ خاص براستہ بیگوال ضلع سیالکوٹ ۲۰/۵/۶۶۔ گواہ شد بقلم خود محمد شریف سیکرٹری مال جماعت احمدیہ ملیانوالہ ۲۰/۵/۶۶۔ گواہ شد سلطان احمد معلم وقف جدید ملیانوالہ پ۔و۔ خاص براستہ بیگوال ضلع سیالکوٹ ۲۰-۵-۶۶۔

- مسل ۱۸۴۸۶ / ۲۱/۵/۶۶ میں بشیر احمد ولد چوہدری برکت علی صاحب قوم گوجر پیشہ زمینداری عمر ۵۰ سال بیعت ۱۹۵۰ء ساکن ملیانوالی ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ صوبہ مغربی پاکستان

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶۶/۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے جس میں محمد دائمی کا اندازاً -/۱۵۰۰ روپے مکان رہائشی واقع ملیانوالہ مالیتی -/۲۰۰۰ روپے ۔ ایک عدد گھڑی رسٹ واچ مالیتی -/۵۰ روپے ۔ ایک عدد سائیکل مالیتی -/۱۰۰ روپے ۔ میزان -/۴۵۰ روپے ۔ اسکے جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں ۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ بمد حصہ جائداد داخل کروں یا جائداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالہ کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی ۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی ۔ (۲) لیکن میرا گزارہ صرف اس جائداد پر نہیں بلکہ بھینسوں وغیرہ کے دودھ سے جو آمدنی ہوتی ہے اس پر ہے جو کہ تقریباً پانچصد روپیہ سالانہ ہے میں تا زیست اپنی سالانہ آمد کا جو بھی ہو ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا ۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے یعنی آج سے منظور فرمائی جائے ۔ (شرط اوّل -/۱ روپیہ) ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ۔ العبد نشان انگوٹھا محمد اسلم بمقام ملیانوالہ ۔ موضع بہ ... تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ ۔ گواہ شد بقلم خود محمد شریف سیکرٹری مال جماعت احمدیہ ملیانوالہ ۔ گواہ شد سلطان احمد مجاہد معلم وقف جدید ملیانوالہ ضلع سیالکوٹ

مثل نمبر $\frac{18284}{66/5/12}$ میں محمد اسلم ولد چوہدری برکت علی صاحب قوم گوندل عمر ۳۲ سال بیعت ۱۹۴۸ء ساکن ملیانوالہ ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{5}{66}$/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) زمین ۱/۲ کنال واقع موضع جند و ساہی تحصیل ڈسکہ زر خرید -/۲۰۰ روپے (۲) ایک عدد گھڑی رسٹ واچ مالیتی -/۱۵۰ روپے (۳) ایک راس بھینس قیمتی -/۵۰۰ روپے (۴) ایک راس بیل قیمتی -/۳۰۰ روپے (۵) ایک ٹیوب ویل قیمتی -/۴۰۰۰ روپے جس میں ۱/۲ حصہ ہے -/۲۰۰۰ روپیہ (۶) نقد سرمایہ تجارتی مبلغ دو ہزار روپیہ -/۲۰۰۰ روپیہ ۔ میزان -/۵۱۵۰ روپیہ ۔ اسکے علاوہ مجھے تجارتی سرمایہ اور ٹیوب ویل سے اندازاً -/۵۰۰ روپیہ سالانہ آمد ہوتی ہے ... اپنی مذکورہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اسکے علاوہ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی جائداد پیدا کروں یا آمد میں کمی بیشی ہو تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات کے بعد میرا جو جائداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے ۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ۔ (شرط اوّل -/۵ روپے) العبد بقلم خود محمد اسلم ولد چوہدری برکت علی ملیانوالہ ۔ گواہ شد سلطان احمد مجاہد معلم وقف جدید ۔ گواہ شد سیکرٹری مال محمد شریف ملیانوالہ ۔

مثل نمبر $\frac{18288}{66/8/15}$ میں حکیم محمد دین ولد حکیم غلام علی قوم شیخ پیشہ طبابت عمر ۶۰ سال بیعت ۱۹۰۸ء ساکن ڈنڈ پور کھروٹیاں ڈاکخانہ خاص تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵ اگست ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری اس وقت ۲ ایکڑ زمین ہے جو کہ ڈنڈ پور کھروٹیاں ضلع سیالکوٹ میں واقع ہے جسکی قیمت -/۲۰۰۰ روپے فی ایکڑ ہے ۔ میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اسکے علاوہ میری اور کوئی جائداد نہیں ۔ اگر میں اسکے علاوہ کوئی اور جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز ربوہ کو دیتا رہونگا اور اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وارث صدر انجمن ہوگی ۔ اس وقت میری ماہوار آمد کوئی نہیں ۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہونگا ۔ میری یہ وصیت آج سے منظور فرمائی جائے ۔ (شرط اوّل -/۱ روپیہ) العبد حکیم محمد دین نشان انگوٹھا جماعت احمدیہ ڈنڈ پور کھروٹیاں تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ ۔ گواہ شد ماسٹر محمد رفیق سیکرٹری مال جماعت احمدیہ ڈنڈ پور کھروٹیاں ۔ گواہ شد حکیم عطاء الرحمن معلم وقف جدید ڈنڈ پور کھروٹیاں ضلع سیالکوٹ ۔

مثل نمبر $\frac{18289}{66/7/11}$ میں انیس عالم صدیقی ولد خواجہ عبد الوکیل صاحب قوم صدیقی پیشہ تجارت عمر ۳۳ سال پیدائشی احمدی ساکن پشاور ضلع پشاور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱ جولائی ۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے ۔ ایک عدد رہائشی پلاٹ رقبہ ۲۰۰ مربع گز شیر شاہ کالونی کراچی میں ہے اسکی قیمت اندازاً -/۶۰۰ روپیہ ہے ۔ اسکے علاوہ میں کاروبار کرتا ہوں جس سے مجھے اندازاً یکصد روپیہ ماہوار کی آمدنی ہوتی ہے ۔ میں اپنی جائداد کے اور ماہوار آمد کے جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں ۔ اگر میں اسکے علاوہ کوئی مزید جائداد پیدا کروں یا بوقت وفات میرا جو ترکہ ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے ۔ (شرط اوّل -/۵ روپے) العبد انیس عالم صدیقی محلہ جوگیاں چوک یادگار پشاور شہر ۔ گواہ شد عبد المجید ڈی ایس پی ریٹائرڈ محلہ گندان ڈبگری گیٹ پشاور شہر ۔ گواہ شد نثار احمد سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ پشاور ۔

مثل نمبر $\frac{18290}{66/3/2}$ میں مہر دین ولد حسام الدین قوم ارائیں پیشہ زمینداری عمر ۶۵ سال بیعت پیدائشی ساکن قیام پور ڈاکخانہ خاص ضلع گوجرانوالہ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{2}{66}$/۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد اس وقت حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے اسکے علاوہ میری کوئی آمد نہیں ۔ (۱) بارہ کنال زرعی اراضی [illegible] ... موجودہ مالیت اڑھائی ہزار روپے ہے ۔ میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت

[illegible]

یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری وصیت آج سے منظور فرمائی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ (شرط اوّل ۱۲/ روپیہ) العبد محمد دین بقلم خود قیام پور ڈاکخانہ خاص ضلع گوجرانوالہ گواہ شد محمد احمد سیکرٹری اصلاح وارشاد جماعت احمدیہ قیام پور گواہ شد سید مبارک احمد سیکرٹری مال

● مسل ۱۸۴۹۱/۲۳/۶/۶۶ میں نورالدین ولد الٰہی بخش قوم ارائیں پیشہ کاشتکاری عمر ۔ سال پیدائشی احمدی ساکن ننکل بافیان ڈاکخانہ نوکوٹ ضلع تھرپارکر صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۳/۶/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت جائداد مویشی وغیرہ کی قیمت تو صد روپیہ ہے میں اس کا ۱/۱۰ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا ہوں۔ اسکے علاوہ میری ماہانہ آمدن کاشتکاری وغیرہ اندازاً -/۲۰۰ روپے ہے اسکا ۱/۱۰ حصہ بھی صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا ہوں۔ اسکے علاوہ اگر کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ ادا کرونگا (شرط اوّل ۱۲/ روپے) العبد نورالدین ولد الٰہی بخش قوم ارائیں ابراہیم آباد۔ گواہ شد محمد اسمٰعیل خالد پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ۔ گواہ شد محمد اقبال نعیم سیکرٹری مال ابراہیم آباد نوکوٹ ضلع تھرپارکر۔

● مسل ۱۸۴۹۲/۲۷/۶/۶۶ میں عبدالمتین خان ولد ملک عبدالمالک خان قوم ککے زئی پیشہ ملازمت عمر ۔ سال پیدائشی احمدی ساکن لاہور ڈاکخانہ لاہور حال رحیم یارخان ضلع لاہور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۷/۶/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت مبلغ آٹھ سو روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ منظوری وصیت سے نافذ کی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد عبدالمتین خان ساکن ۳۴ عبدالکریم روڈ لاہور حال نیو ریلوے کالونی رحیم یارخان۔ گواہ شد شیخ عبدالسلام ایم ٹی شاہی روڈ رحیم یارخان۔ گواہ شد عبدالمجید ظفر قائد خدام الاحمدیہ رحیم یارخان۔

● مسل ۱۸۴۹۴/۱۲/۷/۶۶ میں مسعود احمد ولد چوہدری کرامت اللہ صاحب قوم راجپوت راٹھور پیشہ تجارت عمر ۳۴ سال پیدائشی احمدی ساکن ۷/۱۔ ۲ احمد علی میموریل ہاؤسنگ سوسائٹی ڈاکخانہ کراچی ۵ ضلع کراچی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ ۷ جولائی ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں ہے میں کاروبار بنام "کے سنز لمیٹڈ کراچی" کرتا ہوں جس میں سے میں اپنے گزارہ کیلئے پانچصد روپے ماہوار لیتا ہوں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہونگا۔ اگر اسکے بعد میں کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میری جسقدر جائداد ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ (شرط اوّل -/۲۵ روپے) العبد مسعود احمد بقلم خود۔ گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کراچی۔ گواہ شد مسعود احمد خورشید سیکرٹری تجارت جماعت احمدیہ کراچی۔

● مسل ۱۸۴۹۵/۱۲/۷/۶۶ میں حمید احمد ولد چوہدری کرامت اللہ صاحب قوم راجپوت راٹھور پیشہ تجارت عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن ۷/۱۔ ۲ احمد علی میموریل ہاؤسنگ سوسائٹی ڈاکخانہ کراچی ۵ ضلع کراچی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۷ جولائی ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ہے میں کاروبار بنام کے سنز لمیٹڈ کراچی کرتا ہوں۔ جس میں سے اپنے گزارہ کے لئے مبلغ پانچصد روپے ماہوار لیتا ہوں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہونگا۔ اگر اسکے بعد میں کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میری جسقدر جائداد ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ فقط ۷ جولائی ۱۹۶۶ء ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ شرط اوّل -/۲۵ روپے۔ العبد حمید احمد بقلم خود۔ گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا۔ گواہ شد مسعود احمد خورشید سیکرٹری تجارت جماعت احمدیہ کراچی۔

● مسل ۱۸۴۹۸/۱۲/۷/۶۶ میں طاہر احمد ولد چوہدری کرامت اللہ صاحب قوم راجپوت راٹھور پیشہ تجارت عمر ۲۹ سال پیدائشی احمدی ساکن ۷/۱۔ ۲ احمد علی میموریل ہاؤسنگ سوسائٹی ڈاکخانہ کراچی ۵ ضلع کراچی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۷ جولائی ۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں ہے میں کاروبار بنام کے سنز لمیٹڈ کراچی کرتا ہوں جس میں سے اپنے گزارہ کے لئے مبلغ پانچصد روپیہ ماہوار لیتا ہوں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ

پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہونگا اگر اسکے بعد میں کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع ... [illegible]
جسقدر جائداد ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ
میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جاوے
فقط ۷ جولائی ۶۶ء۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ (شرط اول -/۲۵ روپے) العبد طاہر کرامت۔ گواہ شد شیخ رفیع الدین مرکزی سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ
کراچی۔ گواہ شد مسعود احمد خورشید سیکرٹری تجارت جماعت احمدیہ کراچی۔

● مثل $\frac{18499}{17/7/66}$ میں ظفر احمد ولد چوہدری کرامت اللہ صاحب قوم راجپوت راٹھور پیشہ طالبعلم عمر ۱۳ سال پیدائشی احمدی ساکن ۶/۱-۱۵ محمد علی ہیمو ریل ہاؤسنگ سوسائٹی ڈاکخانہ کراچی ۵ ضلع کراچی صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷ جولائی ۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ میں تعلیم حاصل کرتا ہوں اور میرے والد بزرگوار سے مجھے مبلغ پچاس روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا رہونگا اگر اسکے بعد میں کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میری جسقدر جائداد ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ فقط ۱۷ جولائی ۶۶ء۔ العبد ظفر احمد بقلم خود۔ گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کراچی۔ گواہ شد مسعود احمد خورشید سیکرٹری تجارت جماعت احمدیہ کراچی۔

● مثل $\frac{18502}{3/7/66}$ میں چوہدری اقبال احمد ولد چوہدری غلام حسین صاحب قوم بھٹی پیشہ ملازمت عمر ۳۳ سال پیدائشی ساکن محمود آباد ڈاکخانہ کراچی ۲۹ ضلع کراچی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳ جولائی ۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں میں ملازمت کرتا ہوں جسکے ذریعہ مجھے ماہوار تنخواہ مبلغ تین صد پچاس روپے ملتی ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہونگا۔ اگر اسکے بعد میں کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میری جسقدر جائداد ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جاوے فقط ۳ جولائی ۶۶ء (شرط اول -/۲۰ روپے) ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد اقبال احمد بھٹی۔ گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا کراچی۔ گواہ شد محمد صدیق جنرل سیکرٹری حلقہ محمود آباد کراچی۔

● مثل $\frac{18503}{25/2/66}$ میں مرزا سردار محمد ولد مرزا نور محمد صاحب مرحوم قوم مغل پیشہ ملازمت عمر ۵۹ سال بیعت ۱۹۲۵ء ساکن ۲۵/۲ پی۔ای۔سی۔ایچ سوسائٹی ڈاکخانہ کراچی ۲۹ ضلع کراچی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵ فروری ۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے (۱) میرا ایک مکان ۲/۲۵ پی۔ای۔سی۔ایچ سوسائٹی کراچی ۲۹ میں ہے ... [illegible] ... اسکے علاوہ میری اور کوئی جائداد نہیں میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد میں کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی (۲) میں ملازمت کرتا ہوں جسکے ذریعہ مجھے ماہوار تنخواہ مبلغ ۶ صد روپے ملتی ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہونگا نیز میری وفات پر میری جسقدر جائداد ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ فقط ۲۵ فروری ۶۶ء۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ (شرط اول -/۲۶ روپے) العبد سردار محمد بقلم خود۔ گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کراچی۔ گواہ شد ظہور الاسلام ولد مرزا محمد صاحب ۲/۲۵ پی۔ای۔سی۔ایچ سوسائٹی کراچی ۲۹۔

● مثل $\frac{18508}{5/7/66}$ میں محمد طفیل ولد گلاب دین قوم جٹ پیشہ زمیندارہ عمر ۷۴ سال بیعت ۱۹۴۱ء ساکن چک ۵۵ ڈاکخانہ عباس پور ضلع لائلپور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرا گزارہ صرف جائداد کی آمد پر ہے اور میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی

صدر انجمن احمدیہ کے حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ جائداد وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی اور ذریعہ پیدا ہو جائے تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ زمین مندرجہ ذیل جگہوں پر واقع ہے موضع لیلاں چک ۸۵ ج ب ۲۳ ۷ کنال ۱۳ مرلے۔ موضع بھاگووال چک ۲۶۱ ر ب تقریباً ۱۳۲ کنال ۸ مرلے کل ۲۰۶ کنال ۱ مرلہ قیمت اندازاً -/۹۸۶۶۶ روپے۔ بیل ۲ عدد -/۷۵۰ روپے۔ بھینس ۲ عدد -/۵۰۰۔ چھوٹی بھینس ۲ عدد -/۲۰۰۔ ٹوکہ -/۴۰۔ کل میزان -/۱۰۰۴۸۱ (شرط اوّل -/۵ روپے) العبد محمد طفیل ولد گلاب دین قوم جٹ چک ۸۵ ج ب لیلاں تحصیل و ضلع لائلپور۔ گواہ شد عبدالرحمٰن قادیانی سیکرٹری مال جماعت احمدیہ چک ۸۴ ج ب سرشمیر روڈ ضلع لائلپور۔ گواہ شد۔ محمد امین ولد محمد طفیل قوم جٹ چک ۸۵ ج ب تحصیل و ضلع لائلپور۔

● مثل $\frac{18511}{1/8/66}$ میں کلیم اللہ ولد غلام محمد قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۴۴ سال بیدائشی احمدی ساکن شاہدرہ ڈاکخانہ خاص ضلع لاہور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم اگست ۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت تین صد روپے ماہوار ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی نیز میری وفات پر میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جاوے۔ مورخہ یکم اگست ۶۶ء (شرط اوّل -/۱۰ روپے)۔ العبد کلیم اللہ ولد غلام محمد مکان ۲ گلی ۲ محمد عمران خان شاہدرہ ٹاؤن لاہور ۱/۸/۶۶۔ گواہ شد غلام محمد صدر جماعت احمدیہ شاہدرہ ضلع لاہور ۱/۸/۶۶۔ گواہ شد ماسٹر عبدالرحمٰن ولد احمد الدین زعیم انصار اللہ شاہدرہ۔

● مثل $\frac{18513}{1/8/66}$۔ میں مبارک احمد ولد چوہدری غلام حسین صاحب قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال بیدائشی احمدی ساکن شاہدرہ ڈاکخانہ شاہدرہ ضلع لاہور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴ اگست ۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اگر زندگی میں کوئی جائداد پیدا کر لوں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو فوری طور پر دیدونگا اور میری تمام جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی میرا گزارہ اس وقت ماہوار آمد پر ہے جو کہ بذریعہ ملازمت -/۱۶۱ روپے ہے۔ میں اپنی ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر آمد کا کوئی ذریعہ پیدا ہو جائے تو اسکی اطلاع فوری طور پر مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی نیز میرے مرنے پر میری جو جائداد ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی میری یہ وصیت جو میری زندگی کی آخری وصیت ہے ہر حالت میں قائم رہے گی اور تاریخ تحریر سے نافذ ہو گی۔ (شرط اوّل -/۵ روپے) ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد مبارک احمد ولد چوہدری غلام حسین مکان ۳۲ غزنی سٹریٹ شاہدرہ ٹاؤن۔ گواہ شد منور احمد جاوید ناظم عمومی خدام الاحمدیہ ضلع لاہور۔ گواہ شد غلام محمد صدر جماعت احمدیہ شاہدرہ ٹاؤن۔

● مثل $\frac{18514}{11/9/66}$ میں محمود احمد چیمہ ولد چوہدری محمد صغیر مرحوم قوم چیمہ جٹ پیشہ ملازمت سرکاری عمر ۳۶ سال بیدائشی احمدی ساکن ۶۳ احمد بلاک ڈاکخانہ ماڈل ٹاؤن ضلع لاہور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱ ستمبر ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں[1] میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت -/۱۳۷۰ روپے ہے تفصیل ذیل ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی نیز میری وفات پر میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جاوے۔

[1] وہ جائداد جو ورثہ میں ملی ہے بٹ جانے کے بعد میری ملکیت جو ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہو گی۔

تفصیل آمد۔ تنخواہ ماہانہ -/۲۵۰ روپے۔ سپیشل تنخواہ -/۱۰۰ روپے۔ ٹیکنیکل تنخواہ -/۱۰۰ روپے۔ میزان -/۱۴۵۰ روپے۔ انکم ٹیکس اور دوسرے ٹیکسوں کے بعد آمد -/۱۳۷۰ روپے۔ (شرط اوّل -/۱۰ روپے) العبد محمود احمد چیمہ ۶۳۔ احمد بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور۔ گواہ شد عبدالواحد خان وصیت ۲/۱۵۱۱ سیکرٹری وصایا حلقہ سول لائن لاہور۔ گواہ شد نور احمد خان وصیت ۹۴۲۳ صدر حلقہ سول لائن لاہور۔

● مثل $\frac{18515}{1/8/66}$ میں منظور الحق ولد فضل حق صاحب قوم پال پیشہ دکان عمر ۳۰ سال بیدائشی احمدی ساکن محمود آباد ڈاکخانہ کالا گوجراں ضلع جہلم صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۸/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد اس وقت حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے (۱) زرعی اراضی دو کنال واقع محمود

میں اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی (۳) میں وکالت کرتا ہوں میری پریکٹس نئی نئی ہے جسکی وجہ سے میری موجودہ آمد اندازاً ۔/۵۰ روپے ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جاوے۔ (شرط اوّل ۔/۵۰/۳ روپے) ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم - العبد منظور الحق امیر جماعت احمدیہ محمود آباد جہلم۔ گواہ شد محی الدین ملک سیکرٹری مال جماعت احمدیہ محمود آباد (جہلم) گواہ شد سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا حال محمود آباد ضلع جہلم۔

● مثل نمبر $\frac{18518}{19/9/66}$ میں مرزا محمد اسحٰق ولد مہر دین قوم مغل پیشہ تجارت لکڑی عمر ۴۰ سال بیعت ۱۹۲۱ء ساکن کوٹ خادم علی شاہ ڈاکخانہ خاص ضلع منٹگمری صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{5}{22}$ ۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد ملکیت کوئی نہیں۔ بذریعہ کاروبار تجارت لکڑی تقریباً ۔/۲۰۰ روپے ہے جس کا ۱/۱۰ حصہ تا زندگی اپنی دفتر خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ داخل کرتا رہونگا۔ اس تحریر کے بعد جو جائیداد پیدا کرونگا اسکی اطلاع دفتر کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ میرے مرنے کے بعد جو جائیداد میری ملکیت ثابت ہو اسپر بھی یہ تحریر لاگو رہیگی اور اس کا ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی۔ (شرط اوّل ۔/۱۰ روپیہ) العبد مرزا محمد اسحٰق ولد مہر دین قوم مغل حال سکنہ کوٹ غلام علی شاہ منٹگمری۔ گواہ شد ملک منور احمد مکان $\frac{93}{}$ اے کالونی منٹگمری۔ گواہ شد محمد عاشق وصیت نمبر $\frac{6496}{}$ دھوبی محلہ منٹگمری

● مثل نمبر $\frac{18520}{66/7/7}$ میں ایم۔ ایس خالد ولد ملک محمد علی صاحب قوم مغل پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی۔ گنج مغلپورہ ڈاکخانہ مغلپورہ ضلع لاہور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم جولائی ۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ مجھے بذریعہ ملازمت مبلغ دو صد روپے ہوتی ہے میں اپنی اس ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا ہوں۔ اگر اسکے علاوہ کوئی اور ذریعہ آمدن پیدا ہو جائے یا کوئی جائیداد پیدا کر لوں تو ہر دو صورت میں اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور ان پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے بعد میری جو جائیداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی۔ میری یہ وصیت جو کہ میری زندگی کی آخری وصیت ہے ہر حالت میں قائم رہے گی اور تاریخ تحریر سے نافذ ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ (شرط اوّل ۔/۵۰ روپے) العبد ایم۔ ایس خالد c/o مسجد احمدیہ مین بازار گنج مغلپورہ لاہور۔ گواہ شد ملک منور احمد جاوید سیکرٹری وصایا گنج مغلپورہ لاہور۔ گواہ شد احقر غلام رسول صدر جماعت احمدیہ گنج مغلپورہ لاہور۔

● مثل نمبر $\frac{18524}{29/9/66}$ میں رحمت خاں ولد نواب دین قوم ننگیال پیشہ پنشنر عمر ۶۶ سال بیعت ۱۹۴۸ء ساکن ڈھنڈر کلاں ڈاکخانہ ڈھنڈر کلاں ضلع میرپور صوبہ آزاد جموں و کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{9}{66}$ ۲۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اراضی تعدادی $\frac{1}{2}$ ۲۲ کنال بارانی مالیتی ۔/۵۰۰۰ روپے اور مکان مالیتی ۔/۲۰۰۰ روپے ہے اسکے علاوہ میری ماہوار پنشن ۔/۲۰ روپے ۱۸ پیسے ہے میں انکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اسکے بعد اگر میں کوئی جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع بھی مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ تازیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا نیز میری وفات پر جس قدر میری متروکہ جائیداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی نیز میری یہ وصیت صدر انجمن احمدیہ کی منظوری کی تاریخ سے نافذ کی جائے۔ نوٹ۔ زمین اور مکان کا محل وقوع یہ دونوں موضع ڈھنڈر کلاں تحصیل بھمبر ضلع میرپور آزاد کشمیر میں واقع ہیں۔ (شرط اوّل ۔/۵۰/۳ روپے) العبد رحمت خاں ولد نواب دین قوم ننگیال حال مقام [illegible] ضلع گجرات گواہ شد [illegible] سیکرٹری مال جماعت احمدیہ [illegible] ضلع گجرات

● مثل نمبر [illegible] میں محمد سلیم ولد محمد شریف صاحب قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر [illegible] سال پیدائشی احمدی ساکن محمد آباد اسٹیٹ ڈاکخانہ خاص ضلع تھرپارکر صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{4}{66}$ ۲۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت مبلغ ۔/۶۰ روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائیداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ (شرط اوّل ۔/۱۰ روپے) العبد محمد سلیم ولد محمد یوسف ساکن محمد آباد اسٹیٹ ضلع تھرپارکر گواہ شد عنایت اللہ ولد عالم دین محمد آباد اسٹیٹ ڈاکخانہ خاص ضلع تھرپارکر

قائم بخش ... گواہ شد محمد اکبر اکمل ولد معراج دین مرحوم مربی سلسلہ احمدیہ ضلع تھرپارکر وصیت 16/8/66 / 22/8/66

● مثل نمبر 18527 / 7/9/66 میں نعمت اللہ ولد چوہدری گودا قوم ارائیں پیشہ تجارت عمر ۵۰ سال بیعت ۲۸ دسمبر ۱۹۱۸ء ساکن ربوہ ڈاکخانہ ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴ ستمبر ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے ایک مکان واقع محلہ دارالیمن ربوہ ۲۲/۲ ہے اور اسوقت اسکی قیمت -/۲۲۰۰ روپیہ ہے اس کے علاوہ اور کوئی جائداد نہیں ہے میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد حصہ جائداد داخل کروں یا جائداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ (۲) میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد جو بذریعہ تجارت آپر ہے جو کہ اس وقت مبلغ اسی روپے ماہوار ہے تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے (شرط اول -/۲ روپے) العبد نعمت اللہ ولد گودا قوم ارائیں محلہ دارالیمن ربوہ۔ گواہ شد چوہدری رشید احمد سرور سابق مبلغ مشرق افریقہ حال محلہ دارالیمن ربوہ۔ گواہ شد محمد اسمٰعیل اسلم صدر محلہ دارالیمن۔

● مثل نمبر 18529 / 17/9/66 میں محمد لطیف ولد فقیر احمد صاحب قوم باٹھ پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن دارالنصر غربی ربوہ ڈاکخانہ ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اس وقت تک کوئی جائداد نہیں ہے میرا گذارہ اپنی ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت -/۱۳۰ روپے ہے میں اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ تا زیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی جائداد پیدا کروں تو اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے بعد میرا جو ترکہ ثابت ہو جائے اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت یکم اکتوبر ۱۹۶۶ء سے نافذ فرمائی جائے (شرط اول -/۱ روپیہ) العبد محمد لطیف کارکن دفتر بہشتی مقبرہ ربوہ ۱۸/۹/۶۶۔ گواہ شد محمد صادق بٹ انسپکٹر وصایا ۱۸/۹/۶۶۔ گواہ شد محمد علی اصغر کارکن دفتر بہشتی مقبرہ ربوہ۔

● مثل نمبر 18531 / 22/8/66 میں محمد اقبال ولد چوہدری محمد طفیل قوم جٹ کاہلوں پیشہ زمینداری عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن ابراہیم آباد ڈاکخانہ نوکوٹ ضلع تھرپارکر صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میرے والد صاحب بفضل تعالیٰ بقید حیات ہیں اسلئے ابھی تک جائداد غیر منقولہ یا منقولہ میرے حصہ میں نہیں ہوئی میں اس وقت علاقہ سندھ میں چک ۳-۲/۶ ۳ پلانٹ تعلقہ ڈیپلو میں اراضی ساڑھے پانچصد ایکڑ (یہ اراضی میرے پاس ٹھیکہ پر ہے ملکیت نہیں) میں نصف حصہ کا حصہ دار ہوں جس کی سالانہ آمدن زرعی حالات پر منحصر ہے جو حالات کے لحاظ سے کم و بیش ہوتی رہتی ہے میں اس آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ کرتا ہوں جو جائداد اسکے بعد میں پیدا کروں یا مجھے وراثت جدی میں والد بزرگوار کی حیثیت سے ملے میں اس کا ۱/۱۰ حصہ ادا کرونگا۔ (شرط اول -/۳۰ روپیہ) العبد محمد اقبال ناظم خدام سیکرٹری مال ابراہیم آباد ضلع تھرپارکر۔ گواہ شد عبدالغفور رشتہ معلم وقف جدید کوٹھ ابراہیم آباد معرفت ڈاکٹر محمد یونس حسن نوکوٹ۔ گواہ شد محمد اسمٰعیل خالد پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ابراہیم آباد۔

● مثل نمبر 18535 / 5/9/66 میں عبدالستار ولد عبدالقادر قریشی پیشہ تجارت عمر ۳۲ سال پیدائشی احمدی ساکن بنوں ڈاکخانہ خاص ضلع خاص صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۹/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد اس وقت حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے (۱) ایک مکان خام واقع محلہ میر جوگیان مکان نمبر 197/E بنوں شہر جسکی موجودہ مالیت تین ہزار روپے ہے (۲) میرا تین دکانیں پختہ کوٹ لکھپت (نئی آبادی لیاقت آباد) تحصیل و ضلع لاہور میں ہیں۔ انکی موجودہ قیمت آٹھ ہزار روپے ہے (۳) ایک پلاٹ سفید زمین آٹھ مرلے واقع کوٹ لکھپت ضلع لاہور جسکی موجودہ مالیت بارہ صد روپے ہے۔ نوٹ: چونکہ اس علاقہ میں حکومت اپنی سکیم کے مطابق یہ علاقہ خرید رہی ہے ممکن ہے موجودہ قیمتوں میں کمی بیشی ہو جائے اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیدی جائیگی۔ میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر جو ترکہ ثابت ہو اسکی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس جائداد کے علاوہ میں نے ایک بیکری کی دکان ٹھیکہ پر لی ہے چونکہ اس ماہ یہ کام شروع کیا گیا ہے اسلئے ماہوار آمد کے متعلق کچھ معلوم نہیں۔ ابھی ۲ ہزار روپیہ اسکا قرض بھی ادا کرنا ہے چار ماہ کے بعد جو آمد ہوگی اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اور تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے منظور فرمائی جائے۔ (شرط اول -/۱ روپیہ) ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
العبد عبدالستار ولد عبدالقادر قریشی مکان نمبر 197/E محلہ میر جوگیان بنوں ۵/۹/۶۶۔ گواہ شد غلام احمد لیسر بنوں۔ گواہ شد سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا۔

● مثل نمبر 18536 / 12/9/66 میں ... ولد محمد دین صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ دکانداری عمر ۵۰ سال بیعت دسمبر ۱۹۲۴ء ساکن بنوں شہر ڈاکخانہ خاص ضلع بنوں صوبہ سرحد پاکستان ...

ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵ راگست ۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میرا مکان ۶/۶/۵ کوچہ سلیم سٹریٹ بیرون شہر اسوقت اسکی قیمت اندازاً پانچ ہزار روپیہ ہے۔ (۲) اسوقت میرے پاس نقد ایک ہزار روپیہ ہے میں اس جائداد جو کل چھ ہزار روپیہ ہے کا ۱/۱۰ حصہ وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد میں کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی (۳) میرا گزارہ اوقات میرے کاروبار پر ہے جسکے ذریعہ مجھے ماہوار آمد اندازاً ۸۰ روپے ہوتی ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہونگا نیز میری وفات پر میری جسقدر جائداد ثابت ہوگی اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا سوالمکر کے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے (شرط اول ۱۰/- روپے) العبد بقلم خود دوست محمد انسپکٹر مکان ۶/۶/۵ سلیم سٹریٹ بیرون۔ گواہ شد محمد ابن نصیر حق احمدیہ بیرون۔ گواہ شد عبدالعزیز صدر مالی سلسلہ احمدیہ ڈیرہ اسمٰعیل

• مثل ۱۸۵۳۸ / ۵/۱۱/۶۶ میں عبد اللہ ولد ٹھیکیدار غلام رسول صاحب قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۳۲ سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ دارالرحمت شرقی ربوہ ڈاکخانہ ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۱۱/۶۶ احسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ میری ماہوار آمد جو اس وقت ۱۳۰/- روپے بطور جیب خرچ ہے میں اپنی ماہوار آمد جو بھی ہوگی اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد میں کوئی جائداد پیدا کروں یا بوقت وفات جو میرا ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ ہوگی (شرط اول ۵/- روپے) العبد عبد اللہ پسر غلام رسول ٹھیکیدار دارالرحمت شرقی ربوہ ۱۵/۱۱/۶۶۔ گواہ شد چوہدری محمد صدیق ایم اے۔ ایم او۔ ایل صدر عمومی ربوہ ۱۵/۱۱/۶۶۔ گواہ شد محمد صادق بٹ انسپکٹر وصایا دفتر بہشتی مقبرہ ربوہ ۱۵/۱۱/۶۶۔

• مثل ۱۸۵۴۱ / ۲۶/۶/۶۶ میں نذیر احمد ولد علی بہادر خان قوم قریشی پیشہ ملازمت پیدائشی احمدی ساکن چک لالہ ڈاکخانہ خاص ضلع راولپنڈی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶/۶/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت ۲۴۲/- روپے ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسکے علاوہ مبلغ ۵۰۰/- روپے نقد ہیں جو میں نے تجارت پر کسی دوست کو دئے ہوئے ہیں میں اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں میری یہ وصیت ۲۶/۶/۶۶ سے منظور فرمائی جاوے۔ (شرط اول ۲/- روپے) العبد نذیر احمد ۲۰۳۔ کمپنی چک لالہ ضلع راولپنڈی۔ گواہ شد حشمت علی ہمراہ دیول لائن چک لالہ راولپنڈی۔ گواہ شد سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا چک لالہ ضلع راولپنڈی۔

• مثل ۱۸۵۴۲ / ۲/۸/۶۶ میں محمد ابراہیم ولد حسین دین قوم مغل پیشہ بے کاری عمر ۳۶ سال پیدائشی احمدی ساکن جہلم ڈاکخانہ خاص ضلع خاص صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴/۸/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے۔ (۱) مبلغ گیارہ ہزار روپے میری ملکیت ہے (۱) مبلغ گیارہ ہزار روپے میری ملکیت ہے۔ نوٹ۔ اس میں سے چار ہزار روپے ایک دوست کو قرض دیا ہے میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی (۲) مجھے اس وقت مبلغ ۲۶/- روپے ماہوار پنشن ملتی ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا رہونگا۔ میری یہ وصیت ۴/۸/۶۶ سے منظور فرمائی جائے۔ العبد محمد ابراہیم معرفت مرزا محمد اسلم صاحب کلرک ریلوے کالونی مکان ۱۳۵ جہلم ۴/۸/۶۶۔ گواہ شد عبدالرحیم سیکرٹری مال جماعت احمدیہ جہلم ۴/۸/۶۶۔ گواہ شد سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا۔

• مثل ۱۸۵۴۵ / ۲۶/۷/۶۶ میں نیک محمد ولد حبیب اللہ قوم بھٹی پیشہ تجارت عمر ۶۳ سال پیدائشی احمدی ساکن بھون ڈاکخانہ خاص ضلع جہلم صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶/۷/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت ساٹھ روپے ماہوار ہے میں تا زیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت ۲۶/۷/۶۶ سے منظور فرمائی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ (شرط اول ۱/- روپیہ) العبد نیک محمد پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بھون تحصیل چکوال ضلع جہلم۔ گواہ شد عبدالخالق سیکرٹری مال جماعت احمدیہ بھون۔ گواہ شد سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا بھون ضلع جہلم ۲۶/۷/۶۶۔

# تردید عیسائیت

کے سلسلہ میں ان کتب کا مطالعہ آپ کے لئے بے حد مفید ثابت ہوگا۔

● **مباحثۂ مصر** قیمت ۰.۶۲

(عیسائیت کے بنیادی عقائد پر جناب مولانا ابوالعطاء صاحب مبشر اسلامی اور مشہور عیسائی پادری ڈاکٹر فلپس کے مابین فیصلہ کن مباحثہ)

● **تحریری مناظرہ** قیمت ۱.۵۰

(الوہیت مسیح کے بارہ میں جناب مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل اور مشہور عیسائی پادری عبدالحق صاحب کے درمیان تحریری مناظرہ۔ جس میں دو دو پرچے لکھے جانے کے بعد پادری صاحب نے مزید کچھ لکھنے سے انکار کر دیا)

● **الفرقان کا عیسائیت نمبر** قیمت ۱.۲۵

(عیسائیت کے مختلف عقائد پر اہم قلم حضرات کے تحقیقی مقالات کا نادر مجموعہ)

● **مباحثہ مصر کا انگریزی ترجمہ** قیمت ۱.۲۵

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی جملہ کتب ہمارے مکتبہ سے مل سکتی ہیں۔

فہرست کتب مفت طلب فرمائیں

**مکتبہ الفرقان۔ ربوہ**

# ماہنامہ "الفرقان" اور احباب کا فرض

● **حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کا ارشاد :-**

"میرے نزدیک الفرقان جیسا علمی رسالہ تیس چالیس ہزار بلکہ ایک لاکھ تک چھپنا چاہیئے اور اس کی بہت وسیع اشاعت ہونی چاہیئے۔" (الفضل ۵ جنوری ۱۹۵۶ء)

● **حضرت میرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-**

"رسالہ الفرقان بہت عمدہ اور قابلِ قدر رسالہ ہے اور اس قابل ہے کہ اس کی اشاعت زیادہ سے زیادہ وسیع ہو کیونکہ اس میں تحقیقی اور علمی مضامین چھپتے ہیں اور قرآن کے محاسن پر بہت عمدہ طریق پر بحث کی جاتی ہے۔ ایک طرح سے یہ رسالہ اُس غرض وغایت کو پورا کر رہا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مدنظر رسالہ ریویو آف ریلیجنز اُردو ایڈیشن کے جاری کرنے میں تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہ خواہش بڑی گہری اور خدا کی پیدا کردہ آرزو پر مبنی ہے کہ اگر ایسے رسالہ کی اشاعت ایک لاکھ بھی ہو تو پھر بھی دُنیا کی موجودہ ضرورت کے لحاظ سے کم ہے۔ پس مخیّر اور مستطیع احمدی اصحاب کو یہ رسالہ نہ صرف زیادہ سے زیادہ تعداد میں خود خریدنا چاہیئے بلکہ اپنی طرف سے نیک دل اور سچائی کی تڑپ رکھنے والے غیر احمدی اور غیر مسلم اصحاب کے نام بھی جاری کرانا چاہیئے تا اس رسالہ کی غرض وغایت بصورت احسن پوری ہو اور اسلام کا آفتاب عالمتاب اپنی پوری شان کے ساتھ ساری دُنیا کو اپنے نور سے منور کرے۔ (خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ ۷/۵۹)"

(الفضل ۱۰ جولائی ۱۹۵۹ء)

رسالہ کا **سالانہ چندہ چھ روپے** ہے!

**مینیجر الفرقان ربوہ**

ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا